سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Islamic Family Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

جولائی 2025ء/ محرم الحرام 1447ھ

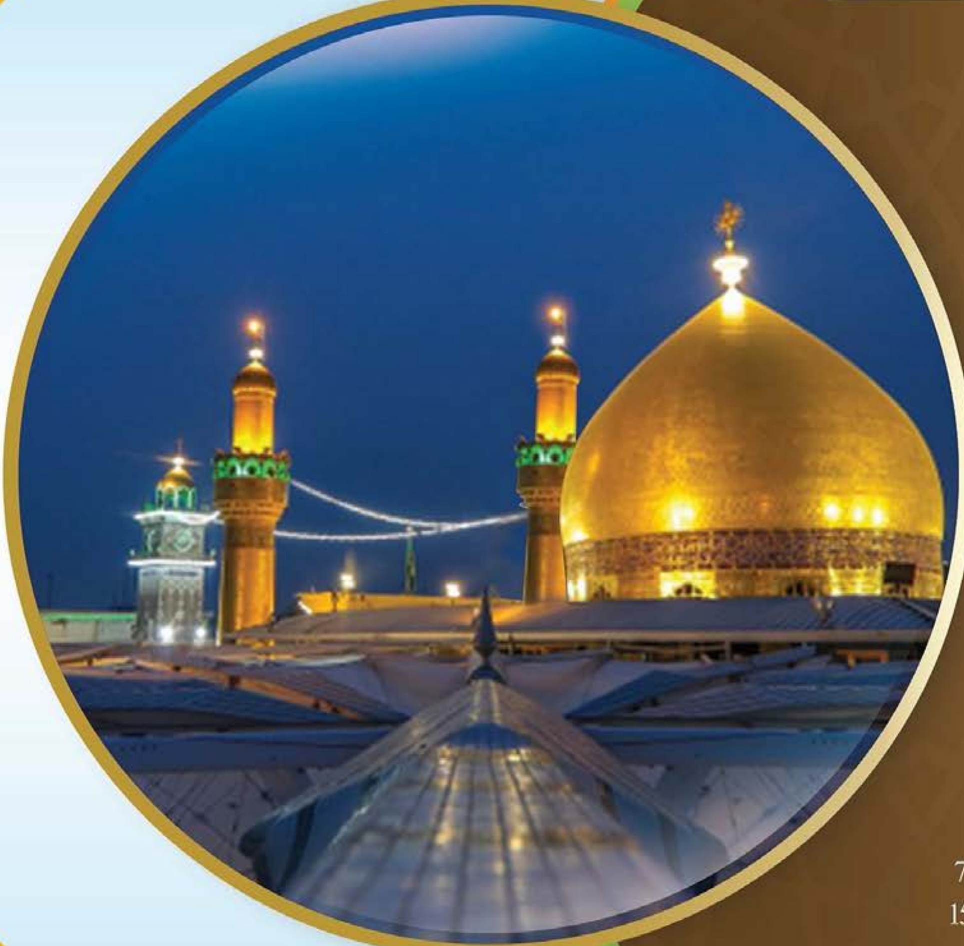

نیا اسلامی سال
1447 ہجری
مبارک ہو!

- ایمان و استقامت 7
- اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات ہے 15
- فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اشک باری 31
- شہادتِ امام حسین اور ہمارے لئے سیکھنے کی چند باتیں 36
- کوفہ کی تاریخی اور علمی حیثیت 42
- سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے کیسے بچیں؟ 61

اللّٰہ

امتحان میں کامیابی کے لئے

سُورۃُ الْاِخْلَاص

16 بار

(اوّل آخر ایک بار دُرودِ پاک)

روزانہ ہر نماز کے بعد باوُضو پڑھ کر دُعا کیجئے۔ یہ عمل نوکری یا ملک سے باہر جانے کے انٹرویو میں کامیابی کے لئے بھی مفید ہے، بشرطیکہ کہیں بھی جھوٹ اور شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔ (مدت: کام پورا ہونے تک)

اللّٰہ

بیمار صحت یاب ہو

جو بیمار ہو وہ یَاحَیُّ 1000 بار

(اوّل آخر ایک بار دُرودِ پاک)

پڑھے اِن شَآءَ اللّٰہُ الکریم صحت یاب ہو گا۔

(شِفا ملنے تک روزانہ پڑھنا ہے)

اللّٰہ

B.P ہو یا شوگر

سُورۂ قَدْر و سُورۂ کَوْثَر

تین تین بار پڑھ (یا پڑھوا) کر پانی پر دم کر کے پئیں اِن شَآءَ اللّٰہُ الکریم B.P ہو یا شوگر آپ نارمل ہو جائیں گے۔ (مدّتِ علاج: شِفا ملنے تک روزانہ ایک بار)

اہم اعلامیہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا یہ نمبر:

~~03012619734~~

بند ہو گیا ہے

نیا نمبر یہ جاری کیا گیا ہے:

+923103330935

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سوالیہ کوپن، تاثرات اور تحریری مقابلہ کے مضامین اسی نئے نمبر پر بھیجیے۔

ماہنامہ فیضان مدینہ کی بکنگ کے لیے مکتبۃ المدینہ ہی کے نمبر پر رابطہ کریں:

+923131139278

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

جولائی 2025ء/ محرم الحرام 1447ھ

جلد: 9 شمارہ: 07

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا **امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

آراء و تجاویز کے لئے

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923103330935

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

قیمت	رنگین شمارہ: 200 روپے	سادہ شمارہ: 100 روپے
ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات	رنگین شمارہ: 3500 روپے	سادہ شمارہ: 2200 روپے
ممبر شپ کارڈ (Membership Card)	رنگین شمارہ: 2400 روپے	سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ

رنگین شمارہ: 3000 روپے   سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قراٰن وحدیث	راہِ خدا میں خرچ کرنے کی قراٰنی ترغیبات	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	4
	ایمان و استقامت	مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی	7
فیضانِ سیرت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ درگزر	مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مدنی	9
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	عاشورا کے بعد نیاز کرنا کیسا؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	11
دارالافتاء اہلِ سنّت	سنتِ قبلیہ چھوٹ گئیں تو ادائیگی کا کیا طریقہ ہوگا؟ مع دیگر سوالات	مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مدنی	13
مختلف مضامین	اسلام ہی مکمل ضابطہ حیات ہے (قسط:01)	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطّاری	15
	بوڑھے باپ کی پکار	مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی	18
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب دلانے والی نیکیاں (قسط:02)	مولانا شہزاد یونس عطّاری مدنی	21
	نماز کی حکمتیں	مولانا ابرار اختر القادری	23
	بزرگانِ دین کے مبارک فرامین	مولانا ابو شیبان عطّاری مدنی	26
تاجروں کے لئے	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی	27
بزرگانِ دین کی سیرت	حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام (قسط:02)	مولانا ابو عبید عطّاری مدنی	29
	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اشک باری	مولانا عدنان احمد عطّاری مدنی	31
	حضرت امام حسین کے 6 عظیم اوصاف	مولانا ابو النّور راشد علی عطّاری مدنی	33
	شہادتِ امام حسین اور ہمارے لئے سیکھنے کی چند باتیں	مولانا عمر فیاض عطّاری مدنی	36
	حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما	مولانا اویس یامین عطّاری مدنی	38
	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی	39
متفرق	بیتُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا حامد سراج عطّاری مدنی	41
	کوفہ کی تاریخی اور علمی حیثیت	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مدنی	42
	تخصصات اور دعوتِ اسلامی	مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مدنی	45
	بچوں کی سچی کہانیاں		48
قارئین کے صفحات	آپ کے تأثرات		50
	نئے لکھاری	محمد عمر نقشبندی / فیضان علی عطّاری / سید نگاہ علی کاظمی	51
بچّوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	سونے کے آداب	مولانا محمد جاوید عطّاری مدنی	55
	بچوں کے اسلامی نام		56
	کلیجی اور بکری میں برکت	مولانا سید عمران اختر عطّاری مدنی	58
	عقل بڑی کہ بھینس	مولانا حیدر علی مدنی	59
اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے کیسے بچیں؟	اُمِّ میلاد عطّاریہ	61
	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مدنی	63
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطّاری مدنی	64

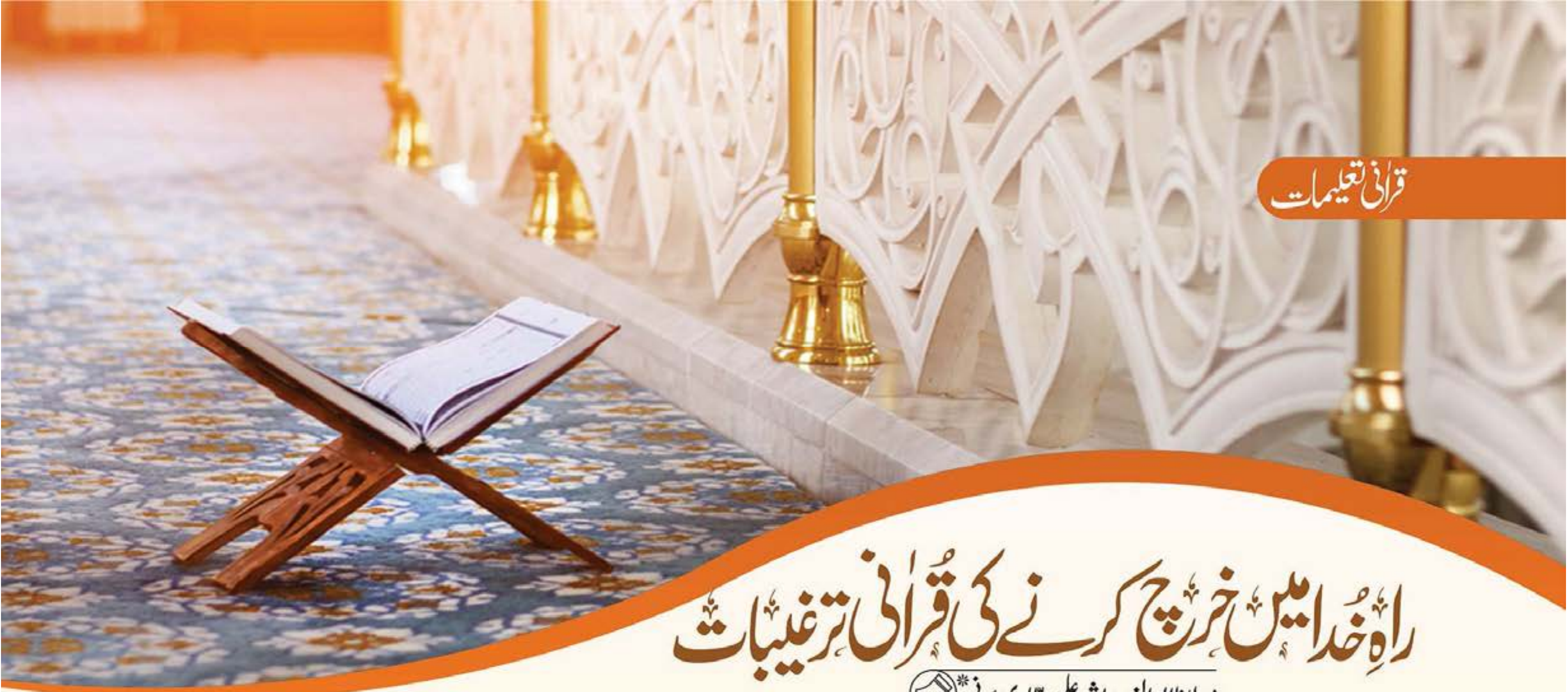

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی قرآنی ترغیبات

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

”اِنْفاق فی سبیلِ اللہ“ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں قراٰنِ کریم میں تعلیمات، مقاصد، اَہداف، آداب، ترغیبات، ترہیبات، مَصارِف اور بہت سے اَہم پہلوؤں کا بیان ہے، جن میں سے ایک عنوان ”اِنْفاق فی سبیلِ اللہ کی ترغیب و تحسین“ کے تحت سے چند قراٰنی ترغیبات گذشتہ ماہنامے میں شائع ہوئیں، آیئے ”اِنفاق فی سبیلِ اللہ“ کی مزید قراٰنی ترغیبات، فوائد دنیویہ و اخرویہ اور مصارف وغیرہ کے حوالے سے اس مضمون میں پڑھتے ہیں:

بخل کی مذمت کے ذریعے اِنْفاق فی سبیلِ اللہ کی ترغیب:

جنہیں راہِ خدا میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے وہ خوش بخت ہیں اور جو بخل کریں گے تو اللہ کریم بخیلوں کی جگہ سخیوں کو لے آئے گا، چنانچہ سورۂ مُحمّد میں ہے:

﴿هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ(۳۸)﴾

ترجَمۂ کنز الایمان: ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔[1]

اِنفاق فی سبیلِ اللہ، اللہ سے تجارت:

اللہ کریم کی راہ میں خَرچ کرنے والے اپنے ربِّ کریم کے ساتھ ایسی تجارت کرتے ہیں جس میں ہرگز نُقصان نہیں، جیسا کہ سورۂ فَاطِر میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ(۲۹)﴾

ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں۔[2]

اِنفاق فی سبیلِ اللہ، اِطاعتِ الٰہی:

اِنفاق فی سبیلِ اللہ پر کاربند ہونا اللہ کریم کی اِطاعت کی سعادت پانا ہے، سورۃُ الشُّورٰی میں فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ۪ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ۪ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۳۸)﴾

ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور

* ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔(3)

اِنفاق فی سبیلِ اللہ کا پورا پورا بدلہ:

راہِ خدا میں خرچ کیے گئے مال کا کئی گنا زیادہ بدل اور اَجر ملے گا، جیسا کہ سورۃُ البَقَرۃ میں فرمایا گیا:

﴿وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ(۲۷۲)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے۔(4)

اِنفاق فی سبیلِ اللہ، قربِ الٰہی کا ذریعہ:

راہِ خدا میں خرچ کرنا قربِ الٰہی اور دُخولِ رحمت کا ذریعہ ہے، چنانچہ سُورَۃُ التَّوبَۃ میں ہے:

﴿وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِؕ-اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْؕ-سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۹۹)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دُعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ہاں ہاں وہ ان کے لیے باعث قُرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رَحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(5)

اِنفاق فی سبیلِ اللہ والا مال، بارگاہِ الٰہ میں محفوظ:

راہِ خدا میں خرچ کیا جانے والا ہر قسم کا خرچ خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ کریم کی بارگاہ میں محفوظ ہے اور اس کا بہتر صِلہ عطا ہو گا، جیسا کہ سُورَۃُ التَّوبَۃ میں ہے:

﴿وَ لَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً وَّ لَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۲۱)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لیے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔(6)

اِنفاق فی سبیلِ اللہ پر دوہرا اَجْر:

اِنفاق فی سبیلِ اللہ کرنے والوں کو اللہ کریم کی بارگاہ سے دوہرا اَجر عطا ہو گا، چنانچہ سُورۃُ القَصَص میں فرمایا:

﴿اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۵۴)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: ان کو ان کا اَجر دوبالا دیا جائے گا بدلہ اُن کے صبر کا اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔(7)

اِنفاق فی سبیلِ اللہ کے فوائد دنیویہ کا بیان

اِنفاق فی سبیلِ اللہ کی قرآنی تعلیمات میں سے ایک اس کے دنیوی فوائد کا بیان بھی ہے:

ہلاکت سے بچت:

راہِ خدا میں خرچ کرنا ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ اور نہ خرچ کرنا سبب ہلاکت ہے، سُورۃُ البَقَرۃ میں ہے:

﴿وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۖۛ-وَ اَحْسِنُوْا ۚۛ-اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ(۱۹۵)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔(8)

بہتر عطا کا وعدہ:

بندہ جو بھی راہِ خُدا میں خرچ کرے گا، مالک و رازق باری تعالیٰ اس سے بہتر اسے عطا فرمائے گا، سورۂ سبا میں ہے:

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗؕ-وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗۚ-وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ(۳۹)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔(9)

اِنفاق فی سبیلِ اللہ کے فوائد اخرویہ کا بیان

قراٰنِ کریم نے اِنفاق فی سبیلِ اللہ کی اہمیّت کو اس کے آخرت میں ملنے والے فوائد واَجر کے ذریعے بھی اُجاگر کیا ہے، جیسا کہ

اَجرِ عظیم کا وعدہ اور غم سے آزادی:

راہِ خدا میں خرچ خواہ رات کے اندھیرے میں ہو یا دن کے اُجالے میں، خفیہ ہو یا اعلانیہ، بہر صورت رضائے الٰہی ہی کے لیے خرچ ہو، اس صورت میں ربِّ کریم کی بارگاہ سے اَجرِ عظیم اور اندیشہ و غم سے آزادی کی بشارت ہے، جیسا کہ سُورۃُ البَقَرۃ میں ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۲۷۴)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چُھپے اور ظاہر ان کے لیے ان کا نیگ (اَجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔(10)

جنّتوں کا وعدہ اور ہمیشہ بسنے کے باغات:

سورۂ اٰلِ عمرٰن کی آیت 15 تا 17 کے مطابق اِنفاق فی سبیلِ اللہ کی صفتِ عظیمہ سے متّصف لوگ اللہ کریم کے پرہیز گار بندوں میں شمار ہیں اور ان کے لیے جنّتوں اور حورعین کی بشارتیں ہیں نیز آیت 133 اور 134 میں اِنفاق فی سبیلِ اللہ کرنے والوں کا شُمار ان متقین میں ہے جن کیلئے زمین و آسمان کی چوڑائی سے بھی زیادہ رَقبہ کی جنّت تیار کی گئی ہے۔

اسی طرح سُورۃُ الرَّعْد میں ہے کہ

﴿وَ الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً وَّ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ(۲۲)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چُھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے۔(11)

مصارفِ اِنفاق فی سبیلِ اللہ کا بیان

اِنفاق فی سبیلِ اللہ جس قدر اہم کام ہے تو اس کے مصارف کا علم بھی ضروری ہے۔ لوگوں نے جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس بابت سوال کیا تو اللہ کریم نے اس کی راہنمائی فرمائی اور مصارفِ اِنفاق فی سبیلِ اللہ میں والدین، اَقرباء، یتیموں، مسکینوں اور خیر و بھلائی کے کاموں کو بیان کیا، جیسا کہ سُورۃُ البَقَرۃ میں فرمایا:

﴿یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ-قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ-وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ(۲۱۵)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔(12)

سُورۃُ البَقَرۃ ہی میں آیت 273 میں بھی صدقہ و خیرات کے حقداروں کے بارے میں بتایا گیا:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ٘-یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِۚ-تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْۚ-لَا یَسْــٴَـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًاؕ-وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ(۲۷۳)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: ان فقیروں کے لیے جو راہِ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔(13)

اِنفاق کے مال کی تعیین

راہِ خدا میں کیا خرچ کریں؟ یہ بھی ایک بُنیادی سُوال ہے، قراٰنِ کریم نے اس پر بھی رَاہنمائی فرمائی کہ اپنی ضَروریات کے بعد بچ جانے والا راہِ خدا میں خرچ کرنا چاہئے چنانچہ سُورۃُ البَقَرۃ میں ہے:

﴿وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ-قُلِ الْعَفْوَؕ-كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے۔(14)

---

(1) پ26، محمد:38 (2) پ22، فاطر:29 (3) پ25، الشوریٰ:38 (4) پ3، البقرۃ:272 (5) پ11، التوبۃ:99 (6) پ11، التوبۃ:121 (7) پ20، القصص:54 (8) پ2، البقرۃ:195 (9) پ22، سبا:39 (10) پ3، البقرۃ:274 (11) پ13، الرعد:22 (12) پ2، البقرۃ:215 (13) پ3، البقرۃ:273 (14) پ2، البقرۃ:219۔

ایمان واستقامت

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مَدَنی*

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ؛ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قُلْ لِي فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا، لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ "قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ فَاسْتَقِمْ"

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثَقَفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا "کہو: میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔"(1)

سوال کا مقصد

قاضی عِیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ فرمان جوامِعُ الْکَلِم میں سے ہے۔(2) صحابی رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد تھا کہ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی نصیحت فرمائیے جس سے اسلام کامل ہو، اس کے حقوق کی حفاظت ہو اور باقی باتوں کی رہنمائی بھی اسی سے ہو جائے۔(3) نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سوال کے جواب میں انتہائی جامع اور مختصر الفاظ میں رہنمائی عطا فرمائی کہ اللہ پر ایمان لاؤ پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔

اللہ پر ایمان کا مطلب

اللہ پر ایمان لانے سے مراد سارے عقائدِ اسلامیہ ماننا ہیں۔ لہٰذا اس میں توحید و رسالت، حشر و نشر، ملائکہ، جنت و دوزخ سب پر ایمان لانا داخل ہے۔(4)

(تفصیلی عقائد کی معلومات کے لیے بہار شریعت پہلی جلد کے پہلے حصے کا مطالعہ کرلیجیے۔)

استقامت کیا ہے؟

امام فخرُ الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استقامت اختیار کرنا بہت ہی مشکل اور سخت کام ہے، (کیونکہ یہ انسان کی پوری زندگی پر محیط ہوتی ہے۔)(5) مختلف بزرگانِ دین نے استقامت کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے۔(6) حضرت علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استقامت کا مطلب ہے کہ انسان ہر اس بات کو اختیار کرے جس کا اللہ نے حکم دیا اور ہر اس چیز سے بچ جائے جس سے منع فرمایا۔ اس میں دل کے افعال بھی آجاتے ہیں اور جسم کے اعمال بھی۔(7) شَرحُ الطّیبی میں ہے: "اِسْتَقِمْ ایسا لفظ ہے جو تمام اَحکامات پر عمل کرنے اور تمام ممنوعہ کاموں سے رُک جانے کو جامع ہے کیونکہ بندہ حکم عدولی کی وجہ سے صراطِ مستقیم سے دُور ہو جاتا ہے

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

جب تک دوبارہ تعمیلِ حکم نہ کرے۔ اِسی طرح ممنوعہ کام کے اِرتکاب سے بھی صراطِ مستقیم سے دُور ہوجاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔"[8]

ان تشریحات سے معلوم ہوا کہ استقامت سے مراد سارے اعمالِ اسلامیہ پر سختی و پابندی سے عمل کرنا ہے۔

استقامت کا فائدہ

استاذ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استقامت وہ صفت ہے جس سے انسان کے اعمال کامل اور اکمل بنتے ہیں، استقامت کی بدولت بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور جس میں استقامت نہ ہو، اس کی کوششیں ضائع اور محنت رائیگاں چلی جاتی ہے۔[9]

استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے

اہلِ تصوف نے کہا: "استقامت ایک ہزار کرامت سے بہتر ہے۔"[10]

یعنی اگر اللہ کا بندہ کرامت دکھانے کے بجائے سیدھی راہ پر ڈٹا رہے تو یہی سب سے بڑی بزرگی ہے۔

عمل پر ملنے والا انعام

یہ حدیثِ پاک ایمان و تقویٰ کی جامع ہے اور اس پر عمل کرنے والے کو جنت وغیرہ کی بشارت قراٰنِ کریم میں دی گئی ہے چنانچہ سورۃ حٰمٓ اَلسَّجْدہ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(۳۰)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔[11]

تفسیرِ خزائنُ العرفان: **مومنین کو بشارتیں**: موت کے وقت یا جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کو تین بار بشارت دی جاتی ہے ایک وقتِ موت، دوسرے قبر میں، تیسرے قبروں سے اٹھنے کے وقت۔ **نہ ڈرو**: موت سے اور آخرت میں پیش آنے والے حالات سے۔ **نہ غم کرو**: اہل و اولاد کے چھوٹنے کا یا گناہوں کا۔[12]

جلتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا

حضرت سیّدنا خبّاب رضی اللہ عنہ اُس زمانے میں اسلام لائے جب اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکّۂ مکرمہ میں حضرت اَرقم بن ابی اَرقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں مقیم تھے اور صرف چند ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ قریش ان کو بے حد ستاتے یہاں تک کہ کوئلوں پر لٹا دیتے تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ آپ کی پیٹھ نظر آگئی آپ نے دیکھا کہ پوری پشت مبارک میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اے خباب! یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ کفارِ مکہ نے مجھے آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر ربِ کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے زبان سے کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نکلا۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مصیبت سُن کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا: اللہ اللہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔[13]

آج کا دور فتنوں، گمراہیوں، نفس و شیطان کے غلبے اور ایمان کو ڈگمگا دینے والے اسباب سے بھرا ہوا ہے۔ ایسے ماحول میں صرف وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو "اٰمَنْتُ بِاللّٰه" کہنے کے بعد "اِسْتَقِمْ" کا حق ادا کرے۔

اللہ پاک ہمارا ایمان سلامت رکھے اور احکامِ شریعت پر استقامت نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص46، حدیث:159 (2) شرح النووی علی مسلم، 2/9 (3) مرقاۃ المفاتیح، 1/161، تحت الحدیث:15 (4) مراٰۃ المناجیح، 1/35 (5) مرقاۃ، 1/162، تحت الحدیث:15 (6) دیکھئے: خزائن العرفان، پ24، حٰمٓ السجدۃ:30، ص883 (7) مرقاۃ المفاتیح، 1/162، تحت الحدیث:15 (8) شرح الطیبی، 1/134، تحت الحدیث:15 (9) شرح النووی علی مسلم، 2/9 (10) مرقاۃ المفاتیح، 1/162، تحت الحدیث:15 (11) پ24، حٰمٓ السجدۃ:30 (12) خزائن العرفان، پ24، حٰمٓ السجدۃ:30، تفسیر نسفی، فصلت، تحت الآیۃ:30، ص1075 (13) طبقات ابن سعد، 3/122۔

آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ درگزر

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ کا ایک اہم پہلو اعراب یعنی دیہات کے افراد کے ساتھ تعامل ہے، یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ان کے ساتھ کیا انداز تھا، لین دین، سوال جواب، نشست و برخاست کا کیا اندازِ مبارک تھا۔

دیہات سے تعلق رکھنے والے فرد کو عربی میں اَعرابی یا بدو کہتے ہیں، عموماً اِن کی طبیعت میں سختی اور جفا شامل ہوتی ہے، ایک حدیث ہے: جو دیہات میں رہا اُس نے جفا کی۔(1) یعنی دیہات میں رہنے والے افراد لوگوں سے کم ملتے ہیں اس لیے اُن کی طبیعت میں سختی ہوتی ہے، جفا سے ”طبیعت کی سختی“ مراد ہے۔(2)

اَعراب جہاں کچھ سخت طبیعت والے تھے تو وہیں رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کریم نے کمال نرم مزاجی سے نوازا تھا، قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔(3)

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ نرم مزاجی کے نتیجے میں دیہات سے تعلق رکھنے والے دینِ اسلام کے قریب آئے اور ایمان کی دولت، فراست کی نعمت، صبر و بردباری جیسی عادتوں سے آگاہ ہوئے اور اِن میں سے کئی افراد نے اسلام لاکر عزّت و عظمت جیسی نعمتوں کو حاصل کیا۔

آیئے! اَعرابیوں کے ساتھ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ درگزر کی جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں:

جانی دشمن دیہاتی کو چھوڑ دیا ایک سفر کے دوران حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک کانٹے دار درخت کے نیچے تشریف لائے اور اپنی تلوار اُس پر لٹکا دی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) ہم ابھی سوئے ہی تھے کہ اچانک آپ نے ہمیں بلایا، ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ کے پاس ایک اعرابی تھا۔ آپ نے فرمایا: ”میں سورہا تھا کہ اِس نے مجھ پر میری تلوار تان لی۔ میں بیدار ہوا تو اِس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، اُس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر آپ نے اُس سے کوئی بدلہ نہ لیا اور وہ بیٹھ گیا۔(4) (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تلوار اُٹھاکر فرمایا: ”اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟“ اس نے کہا: ”آپ بہترین پکڑ فرمانے والے ہو جایئے۔“ آپ نے فرمایا: ”کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ پاک کا رسول ہوں؟“ بولا: نہیں۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی آپ سے نہ لڑوں گا اور نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ آپ نے اُسے چھوڑ دیا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور کہا: ”میں ایسے شخص

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

کے پاس سے آیا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔“[5]

تاریخِ نبوی میں اس قسم کے دو واقعات ہوئے ہیں۔ غزوۂ غَطَفان (غزوۂ ذی امر) کے موقع پر دُعْثُور بن حارث محاربی نے سرِ انور پر تلوار تانی تھی اور یہ مسلمان ہو کر اپنی قوم کے اسلام کا باعث بنے جبکہ غزوہ ذات الرِّقاع میں جس شخص نے حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر تلوار اٹھائی تھی اس کا نام غَوْرَث تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ مرتے وقت تک اپنے کفر پر اڑا رہا البتہ اس نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کبھی جنگ نہیں کرے گا۔[6]

تکلیف دہ انداز کے باوجود عطائیں ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کے کنارے موٹے تھے، ایک دیہاتی نے بطورِ امداد مال مانگنے کے لیے چادر مبارک پکڑ کر بڑے زور سے کھینچی یہاں تک کہ مبارک کندھے پر رگڑ کا نشان بن گیا۔ ساتھ ہی اعرابی نے بڑے سخت جملے بھی بولے۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواباً صرف اتنا فرمایا: مال تو اللہ پاک کا ہی ہے اور میں تو اس کا بندہ ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا: اے اعرابی! کیا تم سے اس سلوک کا بدلہ لیا جائے جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کیوں نہیں؟ اعرابی نے جواب دیا: کیونکہ آپ کی یہ عادتِ کریمہ ہی نہیں کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیں۔ اس کی یہ بات سُن کر رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا: اِس کے ایک اونٹ کو جَو سے اور دوسرے کو کھجور سے بھر دو۔[7]

غلطی پر اندازِ درگزر اور طرزِ تفہیم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اگر کبھی اس بات کی ضرورت محسوس فرماتے کہ غلطی پر براہِ راست تنبیہ کی جائے تو انتہائی نرمی اور محبّت بھرے انداز میں سمجھاتے تاکہ سامنے والا حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور کونے میں جا کر پیشاب کرنے لگا، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اُسے روکنے لگے تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اُسے نہ روکو؛ چھوڑ دو، اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک ڈول پانی بہا دو۔ تم لوگ نرمی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کے لیے نہیں۔ جب اُس نے پیشاب کر لیا تو اُس سے فرمایا: یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں بنیں، یہ تو ذکرِ الٰہی، نماز اور تلاوتِ قراٰن کے لیے ہیں۔[8] وہ دیہاتی آپ سے اتنا متأثر ہوا کہ اُس نے آپ کے اندازِ درگزر کو یوں بیان کیا: بِاَبِي وَاُمِّي، فَلَمْ يُؤَنِّبْ وَلَمْ يَسُبَّ یعنی میرے ماں باپ ان پر قربان! اُنہوں نے نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ ہی بُرا کہا۔[9]

رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُس اعرابی کو نہ روکنے کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اگر پیشاب کرتے ہوئے روک دیا جاتا تو اس کی وجہ سے بیماری ہو سکتی تھی۔ نیز یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ اگر دورانِ پیشاب صحابۂ کرام اُنہیں اُٹھا دیتے تو اس سے اُن کے بدن، کپڑے یا مسجد کی دوسری جگہیں بھی ناپاک نہ ہو جاتیں۔[10]

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِس اندازِ درگزر کا نتیجہ یہ نکلا کہ اعرابی اسلام کے قریب آئے اور ان کی بڑی تعداد خلوصِ دل کے ساتھ ایمان لے آئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طبیعت کی سختی کم ہوتی گئی۔

سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیہاتیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا انداز اپنایا؟ اسے جاننے کے لیے اگلے شمارے کا انتظار کیجیے۔

---

(1) ابوداود، 3/151، حدیث: 2859 (2) مجمع بحار الانوار، 1/162 ماخوذاً (3) پ4، اٰل عمرٰن: 159 (4) بخاری، 3/59، حدیث: 4135 (5) مسند احمد، 23/369، حدیث: 15190 (6) زرقانی علی المواہب، 2/532، 533 (7) بخاری، 4/53، حدیث: 5809، الشفاء، 1/108 (8) بخاری، 1/97، حدیث: 220، مسلم، ص133، حدیث: 661 (9) ابن ماجہ، 1/300، حدیث: 529 (10) عمدۃ القاری، 15/262 ماخوذاً، التوضیح لابنِ ملقّن، 4/406 ماخوذاً۔

مَدَنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

1 محرم میں مچھلی نہ کھانا کیسا؟

سُوال: مُحَرَّم شریف میں مچھلی نہ کھانا کیسا ہے؟

جواب: مُحَرَّم شریف میں اگر کوئی سوگ کے باعِث مچھلی نہیں کھاتا تو وہ گناہ گار ہو گا۔ عوام میں یہ مشہور ہے کہ عاشورا (یعنی دس محرم) کے دِن گوشت نہیں کھانا چاہیے۔ کراچی میں جہاں ہمارا پُرانا گھر تھا وہاں گوشت مارکیٹ تھی وہاں گوشت کی دُکانیں عاشورا کے دِن بند رہتی تھیں، پھر آہستہ آہستہ عاشورا کے دِن گوشت کی دُکانیں کھلنا شروع ہوئیں اور یوں دُکانیں بند کرنے کا رواج ختم ہو گیا۔ اب بھی بعض لوگ عاشورا کے دِن گوشت نہیں کھاتے جبکہ کھچڑا کھا لیتے ہیں حالانکہ کھچڑے میں بھی گوشت ہوتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ کھچڑے کی صورت میں تو گوشت کھا لیتے ہیں جبکہ گوشت کا سالن اور پلاؤ بنا کر کھانے سے منع کرتے ہیں۔ یاد رَکھیے! مُحَرَّم شریف بلکہ پورے سال میں کوئی گھڑی یا گھنٹا ایسا نہیں کہ جس میں مچھلی یا گوشت کھانا شَرعاً منع ہو۔ (مدنی مذاکرہ، 5 محرم شریف 1440ھ)

2 عاشورا کے بعد نیاز کرنا کیسا؟

سُوال: عاشورا (یعنی دس محرم) کے بعد امامِ عالی مقام حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی نیاز کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! عاشورا کے بعد بلکہ پورا سال نیاز کی جا سکتی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 12 محرم شریف 1440ھ)

3 ڈوب جانے والے کی نمازِ جنازہ؟

سوال: اگر کوئی شخص سمندر یا دریا میں ڈوب جائے اور اُس کی لاش نہیں ملے تو کیا اُس کی نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ کے لیے میت کا سامنے ہونا بھی ضروری ہے،[1] اب کوئی شخص ڈوب گیا اور اُس کی لاش نہیں ملی تو یہ قیاس نہیں کیا جائے گا کہ وہ فوت ہو گیا، کیا پتا وہ زندہ ہو اور کسی کنارے سے اُبھر کر باہر آ گیا ہو اور کوئی اُس کی جان بچا کر اپنے ساتھ لے گیا ہو۔ بہرحال یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ فوت ہو گیا ہے لیکن اس کی لاش نہیں ملی تب بھی اس کی نمازِ جنازہ نہیں ہو سکتی کہ میت کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ (دیکھئے: بہارِ شریعت، 1/828، 840 - مدنی مذاکرہ، 18 جمادی الاولیٰ 1445ھ)

---

(1) بہارِ شریعت میں ہے: جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔ (بہارِ شریعت، 1/828)

4 ”علم نمک کے برابر اور ادب آٹے کے برابر“ کی وضاحت

سوال: بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ علم نمک کے برابر اور عمل آٹے کے برابر ہونا چاہیے۔ اس سے کیا مراد ہے وضاحت فرمادیجیے۔

جواب: حضرت امام شافعی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃُ اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: علم نمک کے برابر اور ادب یعنی اچھے اَخلاق آٹے کے برابر حاصل کرو۔ (فقہ السنۃ النبویۃ، ص333)

مطلب یہ کہ علم بغیر ادب کے فائدہ نہیں دیتا اور ادب زیادہ ہو تو قلیل علم بھی نفع دیتا ہے، اسکول اور کالج میں پڑھنے والے دنیاوی علم کے ساتھ ساتھ علمِ دین اور ادب کے اصول کو بھی اپنا مقصد بنائیں اور جو دینی علم میں پہلے سے مشغول ہیں انہیں بھی اپنے کردار و اخلاق کو اچھا بنانے کی بہت شدید حاجت ہے، اللہ کریم ہمیں دین و دنیا کا نفع بخش علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت کے آداب کا خیال، لحاظ کرنے والا باکردار مسلمان بنائے۔

(مدنی مذاکرہ، 12 شوال المکرم 1445ھ)

5 ”عُفِیَ عَنْہُ“ کا مطلب

سوال: آپ اپنے نام کے ساتھ ”عُفِیَ عَنْہُ“ فرماتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ”عُفِیَ عَنْہُ“ یہ دُعائیہ جملہ ہے، اس کے معنیٰ ہیں: اس کو معاف کیا جائے، محمد الیاس قادری عُفِیَ عَنْہُ یعنی محمد الیاس قادری کے گناہوں کو معاف کیا جائے، بعض اپنے نام کے ساتھ غُفِرَ لَہٗ لکھتے ہیں، اس کے معنیٰ ہیں: اس کی مغفرت کر دی جائے۔ (مدنی مذاکرہ، 5 شعبان المعظم 1444ھ)

6 کھڑے، بیٹھے اور چلتے ہوئے دعا مانگنا کیسا؟

سوال: کھڑے ہو کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کھڑے ہو کر، بیٹھے بیٹھے، پاؤں سمیٹ کر لیٹے لیٹے اور چلتے چلتے بھی دُعا مانگ سکتے ہیں۔ اللہ پاک کی طرف متوجہ ہو کر دُعا مانگی جائے، غفلت نہیں ہونی چاہیے۔ (مدنی مذاکرہ، 5 شعبان المعظم 1444ھ)

7 آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: سجدے میں آنکھیں کھلی رکھی جائیں یا بند؟

جواب: اگر نماز میں آنکھیں بند رکھنے سے خشوع و خضوع زیادہ آتا ہے تب تو آنکھیں بند رکھنا بہتر ہے ورنہ نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہِ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 5 شعبان المعظم 1444ھ)

8 وُضو کے بعد آنکھوں میں لینز لگانا

سوال: کیا وضو کرنے کے بعد آنکھوں میں لینز لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں ٹوٹے گا۔ اگر آنکھوں میں لینز لگے ہوئے ہیں اور وُضو و غُسل کیا تو ہو جائے گا کیونکہ آنکھوں کو اندر سے دھونا ضروری نہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 19 شعبان المعظم 1444ھ)

9 ہفتے کے دن مچھلی کھانا کیسا؟

سوال: کیا ہفتے کے دن مچھلی کھا سکتے ہیں؟

جواب: کھا سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں، ہمارے یہاں کوئی ایسا دن یا رات نہیں ہے جس میں مچھلی کھانا منع ہو۔ قومِ بنی اسرائیل کا امتحان لیا گیا تھا اور انہیں ہفتے کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا، مچھلی کھانا منع نہیں تھا۔ (مدنی مذاکرہ، 19 شعبان المعظم 1444ھ)

دارُالافتاء اہلِ سنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مَدَنی*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 سنتِ قبلیہ چھوٹ گئیں تو ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

1 جماعت کھڑی ہونے میں اتنا وقت باقی نہ ہو کہ سنتِ قبلیہ مکمل پڑھی جاسکیں تو کیا حکم ہے؟ سنتیں شروع کی جائیں یا جماعت کے بعد انہیں ادا کیا جائے؟

2 سنت قبلیہ اگر چھوٹ جائے تو اس کو ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1 فجر کی سنتوں کے علاوہ دیگر تمام سننِ قبلیہ میں اصل یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا جانتا ہے کہ امام کے پہلی رکعت کے رکوع ادا کرنے سے پہلے وہ جماعت میں شامل ہوجائے گا تو یہ سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شامل ہو اور اگر اسے ظنِ غالب ہے کہ سنت پڑھنے کے سبب پہلی رکعت کا رکوع بھی نہیں مل سکے گا تو اب سنتیں پڑھنے کے بجائے جماعت میں شامل ہو جائے۔ جبکہ فجر کی سنت کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے معلوم ہے کہ امام کے ساتھ قعدہ میں بھی شامل ہوجائے گا تو سنت فجر پڑھے پھر جماعت میں شامل ہو اور اگر اندیشہ ہو کہ جماعت مکمل نکل جائے گی تو سنتِ فجر چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

ضروری تنبیہ: کسی بھی نماز کی سنت قبلیہ اگر اتنے وقت پہلے پڑھ رہے ہیں کہ جماعت کھڑی ہونے سے پہلے مکمل نہیں ہوسکتی تو ہمیشہ مسجد کے پیچھے کسی مقام پر ادا کریں یا گھر سے ہی پڑھ کر آئیں۔ صفوں کے درمیان یا بلا حائل پیچھے کھڑے ہو کر نہ پڑھیں۔

2 اگر فجر کی سنت قبلیہ چھوٹ جائے تو سورج نکلنے کے 20منٹ بعد سے زوال کے وقت سے پہلے اسے ادا کرسکتے ہیں اور اس کا ادا کرنا مستحب ہے۔ ظہر کی سنت قبلیہ چھوٹ جائے تو فرض ادا کرنے کے بعد پہلے دو سنت پڑھیں اور پھر چار سنت پڑھیں اگر چاہیں تو پہلے چار سنت پڑھ لیں پھر دو سنت ادا کریں، البتہ پہلا طریقہ بہتر ہے۔ جبکہ عشاء کی سنت قبلیہ اگر چھوٹ جائے تو ان کو فرض کے بعد ادا کرنا بطور سنت نہیں ہوگا بلکہ یہ نفل نماز کے طور پر ادا ہوں گی، اور عصر کی سنتیں اگر چھوٹ جائیں تو ان کو فرض کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔

عصر اور عشاء کی سنت قبلیہ چھوٹ جائیں تو اب ان کی ادائیگی بطور سنت کے نہیں ہوسکتی کیونکہ سنت سے متعلق ضابطہ یہی ہے کہ اس کی قضا نہیں کی جائے گی، البتہ نص کی وجہ سے صرف فجر کی سنت کی قضا اسی دن زوال سے پہلے تک اور ظہر کی سننِ قبلیہ کی قضا ظہر کے فرض کے بعد ظہر کا وقت ختم ہونے سے پہلے تک ادا کی جاتی ہے اس کے علاوہ کسی سنت کی قضاء نہیں

* شیخ الحدیث و مفتی
دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

ہے البتہ عشاء سے پہلے کی سنتیں اگر فرضوں کے بعد ادا کیں تو وہ بطور مستحب ادا ہوں گی، اور عصر کی سنتوں کو فرض کے بعد ادا کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ عصر کے بعد نفل ادا نہیں کیے جاسکتے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 نماز میں اردو زبان میں لقمہ دیا تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اِس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب نے چار رکعتیں فرض پڑھانی تھیں، امام صاحب نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، سلام پھر جانے کے بعد پیچھے سے ایک مقتدی نے کہا "امام صاحب آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں" امام صاحب کو اس کے لقمہ کی وجہ سے یاد آیا جس پر امام صاحب اس کا لقمہ لے کر فوراً کھڑے ہو گئے اور چار رکعتیں مکمل کیں اور آخر میں سجدہ سہو کیا، تو اب نماز کا کیا حکم ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں امام سمیت سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ امام صاحب نے جب دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو امام اور سب مقتدی اس وقت بھی حکمِ نماز میں ہی تھے، پھر امام صاحب کو لقمہ دینے کے لئے مقتدی کا نماز کے اندر کلام کرنے سے اس مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی؛ کیونکہ نماز میں کلام کرنا مفسدِ نماز ہے اگرچہ اصلاحِ نماز کے لئے ہو، اور اس کے لقمہ کا حکم نماز سے باہر شخص کے لقمہ کی مانند ہو گیا، اور نماز سے باہر شخص کا لقمہ لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہٰذا امام صاحب نے اس کا لقمہ لے لیا، تو امام صاحب و دیگر مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہو گئی، امام سمیت دیگر مقتدی سب نماز کا اعادہ کریں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

3 سالگرہ کا کیک منہ پر مل دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ایک نیا ٹرینڈ چلا ہے کہ کسی شخص کی سالگرہ ہو تو اس کے دوست کیک کاٹتے ہوئے اس کیک کو پہلے اس شخص کے چہرے پر ملتے ہیں، پھر آپس میں ایک دوسرے کے منہ پر مل دیتے ہیں۔ اس طرح وہ کیک کافی مقدار میں ضائع بھی ہو جاتا ہے۔ نیز بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ سالگرہ کے موقع پر دوست آپس میں مل کر انڈے خریدتے ہیں اور پھر جس کی سالگرہ ہوتی ہے اس کو وہ انڈے مارتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیا دینِ اسلام میں ان کاموں کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سالگرہ کے موقع پر دوستوں کا کیک کو یوں آپس میں ایک دوسرے کے منہ پر ملنا، اسی طرح انڈے مارنا مال کا ضیاع یعنی اسراف ہے اور اسراف ناجائز و حرام ہے۔ نیز منہ پر کریم یوں ملنا کہ چہرہ بگڑ جائے مثلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ یونہی اس میں ایذائے مسلم جیسے حرام کام کے خطرات بھی موجود ہیں۔

البتہ اگر کوئی مسلمان ان خرافات اور دیگر ناجائز امور (گانے باجے، بے پردگی وغیرہا) سے بچتے ہوئے سالگرہ مناتا ہے تو یہ جائز ہے۔ بلکہ اس میں عزیزوں سے صلہ رحمی، مسلمانوں کو عمدہ کھانے کھلانے، صدقہ و خیرات کرنے وغیرہ کی اچھی نیتوں کے ساتھ اور ہو سکے تو روزہ رکھ اور نوافل پڑھ کر زندگی کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تو ان سب نیک کاموں کا ثواب بھی ملے گا۔

کسی چیز کو یوں زمین پر پھینکنا کہ جو کسی بھی مصرف میں استعمال نہ ہو سکے اسراف ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات ہے (قسط:01)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

کامیاب زندگی گُزارنے میں انسان کسی کامیاب آدمی کی راہنمائی کا محتاج ہے۔ یہ بات مشاہدے اور تجربے سے ثابت ہے کہ کامیاب انسان کی پیروی کی جاتی ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں سب سے کامیاب اس کے انبیاء ہیں، اُن انبیاء میں بھی جس کا پیغام سب سے افضل و اعلیٰ، عمل میں آسان، پیروی میں سَہل اور وُسعت و جامعیّت کے اعتِبار سے ہر ہر شعبے میں کامل راہنمائی کرنے والا ہے، وہ ہے اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیارا پیغام یعنی "ہمارا پیارا اسلام"۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں جس طرح اسلام راہنمائی کرتا ہے دنیا جہان کے دیگر مذاہب ویسی مثال دینے سے قاصر ہیں۔

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صرف دو چار فرامین کی ہی جامعیّت کو دیکھ لیا جائے تو "کوزے میں دریا"، "قطرے میں قُلزم"، "گُل میں گلشن و گلستاں"، "ذَرّے میں جہاں" جیسے سبھی محاورے ان فرامین پر صادق ہوتے صاف دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃُ اللہ علیہ صرف ایک روایت "اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے" کے بارے میں فرماتے ہیں: اس ایک حدیث کا فقہ کے ستّر ابواب میں دخل ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسلام کی بنیادیں ان تین حدیثوں پر ہیں: 1 اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ (یعنی اعمال کا دار و مدار نیّت پر ہے) 2 حَلَال بَیِن، وَحَرَام بَیِن (یعنی حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے) 3 مَن اَحدَثَ فِی اَمْرِنَا مَالَیْسَ فِیہِ فَھُوَ رَدّ (یعنی جو کوئی ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالے جو دین میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔) امام ابو داؤد رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: علمِ فقہ اِن پانچ احادیث کے گرد گھومتا ہے: 1 اَلْاَعْمَال بِالنِّیَّاتِ 2 حَلَال بَیِّن 3 مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْكُم فَاجْتَنبُوهُ، وَمَا أَمرتُكُم بِهِ فَأتوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُم 4 لَا ضَرَر وَلَا ضِرَار 5 الدّین النَّصِیحَۃ[1] ان بڑے بڑے محدِّثین کا کلام پڑھ کر دل یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ واقعی "صرف اسلام ہی مکمّل ضابطۂ حیات ہے"۔

مکمّل ضابطۂ حیات کا مطلب

اللہ کریم کا پسندیدہ دین صرف اور صرف اسلام ہے، چونکہ یہ خالقِ کائنات کو پسند ہے اس لیے مالک کریم نے اس میں وہ جامعیّت، اَکملیت اور کمال و وُسعت رکھی ہے کہ جو صرف اسلام

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

ہی کا خاصہ ہے۔ اس کے اَحکام کا ہر زمانے، ہر خطّے، ہر عمر کے انسانوں کے لیے قابلِ عمل ہونا اسلام کی جامعیّت و معنویت اور اس کے مکمل ضابطۂ حیات (Code of life) ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جی ہاں یہ بات دن کے تابناک سورج کی طرح روشن وظاہر ہے کہ صرف اسلام ہی مکمّل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کے مکمّل ضابطۂ حیات ہونے کو آسان الفاظ میں یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ضابطہ کہتے ہیں: قاعدہ، دستور، آئین، قانون، انتِظام کو اور حَیات کا معنٰی ہے: زندگی۔ یعنی ضابطۂ حیات کا مطلب ہے: ”زندگی گزارنے کے اُصول قاعدے اور قوانین کا مجموعہ“ اسے دَستورُ العمل بھی کہا جاسکتا ہے۔ جب، جہاں زندگی پائی جائے گی وہیں اسلام کے احکام بھی موجود ہوں گے۔ یادرہے! اسلام صرف مسجد میں جاکر نماز ادا کرنے، مکّہ شریف جاکر حج کرنے اور رمضان شریف کے آنے پر روزے رکھنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ زندگی گزارنے کا پورا لائحۂ عمل ہے کہ جو زندگی کے ہر ہر گوشے میں راہبر وراہنما کی حیثیت سے ہمارے ساتھ ہے۔ انسان کی ظاہری زندگی اس کے دنیا میں آنے سے شروع ہوتی اور قبر میں جانے پر ختم ہوجاتی ہے، اس دوران کوئی لمحہ، کوئی ساعت اور کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی کہ اِسے کوئی معاملہ دَرپیش ہو اور اسلام کے پاس اُس کا حل اور راہنمائی نہ ہو۔ اسلام کی جامعیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں جہاں تھیوری اور عمل کے لیے احکام موجود ہیں وہیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی کی صورت میں اس کا پریکٹیکل اور اسوۂ حسنہ بھی موجود ہے جس سے اس تھیوری کی اہمیّت و اِفادیّت مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کام کو اس طرح سرانجام بھی دیا ہے یوں بندہ تھیوری کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل سے بھی اپنی زندگی کو آراستہ و پیراستہ کرکے اللہ ورسول کی بارگاہ میں مقرّب ہوتا چلا جاتا ہے۔

انسانی ضَروریات اور اسلام

اسلام اپنے ماننے والوں کو ان کی تمام تر ضَروریات کے متعلّق راہنمائی کرتا ہے۔ وہ طبعی ضَرورتیں ہوں یا پھر شَرْعی ضَرورتیں۔ شَرْعی ضَروریات پر بہت جامعیّت اور شَرح و بَسط سے اسلامی احکام موجود ہیں جو کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ اگر طبعی ضروریات پر نظر دوڑائیں تو مناسب و متوازن غذا کا استعمال، اپنی صحّت کا خیال، بیمار ہوجانے پر علاج معالجہ، ضرورت کے مطابق مناسب نیند، صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا ہمارے جسم کی ضرورتیں ہیں۔ اسلام ان تمام ضرورتوں سے متعلّق راہنمائی کا اِحاطہ کئے ہوئے ہے۔ غذا ہی کو دیکھ لیجیے تو ﴿وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۠(۳۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔[2] فرما کر سارا عِلمِ طب اور کھانے پینے کے لیے قاعدۂ کلیہ بیان فرما دیا۔ سر کے بالوں تک کے بارے میں یوں راہنمائی فرمائی کہ ان کا اِکرام کرو۔[3] مونچھوں، بغل وغیرہ کے زائد بالوں کو کاٹنے کی مدت چالیس دن مقرر کی تاکہ سیرت کے ساتھ ساتھ صورت بھی حسین و متوازن نظر آئے اور بندہ گندگی، جراثیم اور مُضرِ صحّت اَثرات سے محفوظ رہ سکے۔ طبعی ضروریات میں سے بیتُ الخلا جانا بھی ہے، اسلام کی جامعیّت اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تربیَت پر قربان! رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے بیٹے کے لیے باپ۔ (جیسے وہ اولاد کو کچھ سکھانے میں حیا نہیں رکھتا میں بھی) تمہیں سکھاتا ہوں جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کو نہ منہ کرو اور نہ ہی پیٹھ۔ آپ نے تین پتّھروں کا حکم دیا، لِید اور ہڈّی سے منع فرمایا، اسی طرح اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کوئی آدمی دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔[4] حضرت سُراقہ بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکم دیا کہ ہم رَفعِ حاجت کے وقت بائیں (اُلٹے) پاؤں پر وَزن دیں اور دایاں

پاؤں کھڑا رکھیں۔[5] یہ اسلام ہی ہے کہ جس نے روحانی صحّت و قوّت کے ساتھ ساتھ جسمانی طاقت و تندرستی کا خیال رکھنے کی بھی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلسل نفلی روزے رکھنے اور رات کو نفلی قیام کرنے والے صَحابی سے فرمایا: تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے اور تم پر تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے۔[6] یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے سے تمہارا جسم بہت کمزور ہو جائے گا اور بالکل نہ سونے سے نِگاہ کمزور پڑ جانے کا خطرہ ہے۔[7] معلوم ہوا کہ اسلام جسم کی حفاظت اور صحّت کا خیال رکھنے کی بھی تاکید کرتا ہے اور اس معاملے میں غفلت نہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

اسلام ایسے کسی کام کی اجازت نہیں دیتا کہ جس کے نتیجے میں کرنے والا دنیا یا آخرت کی ہلاکت میں پڑ جائے جیسے بھوک ہڑتال کرنا یا باطل طریقے سے مال کھانا وغیرہ چنانچہ حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے غزوۂ ذاتُ السلاسل کے وقت ایک سَرد رات میں احتلام ہو گیا، مجھے غسل کرنے کی صورت میں (سردی سے) ہلاک ہونے کا خوف ہوا تو میں نے تیمّم کرلیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ لی۔ انہوں نے نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”اے عَمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس حال میں نماز پڑھ لی کہ تم جُنبی تھے۔ تو حضرت عَمرو رضی اللہ عنہ نے غسل نہ کرنے کا عذر بیان کیا اور عرض کی: میں نے اللہ پاک کا یہ فرمان سنا ہے: ﴿وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا(۲۹)﴾ ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔[8] یہ سُن کر حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیئے اور کچھ نہ فرمایا۔[9]

معاشی ضروریات اور اسلام

اسلام اپنے ماننے والوں کو جنگلوں میں نکل جانے، رہبانیت اختیار کرنے اور غاروں میں زندگی گزارنے کا نہ تو ثواب بتاتا اور نہ ہی اس کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام میں نہ تو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی کوئی فضیلت ہے اور نہ ہی لوگوں پر بوجھ بن جانے کی کوئی پذیرائی ہے بلکہ اپنے ہاتھ سے کمانے والے کو حبیبُ اللہ یعنی اللہ کا دوست کہا گیا ہے۔ کمانے والے افراد کو نہ صرف قَدر کی نِگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ اس عمل پر ان کی کیسی ہمّت بندھائی اور حوصلہ بلند کیا جاتا ہے جیسا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک دن صحابۂ کِرام علیہمُ الرّضوان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک نوجوان قریب سے گُزرا۔ صحابۂ کرام نے اس کی ہمّت اور پھرتی و مستعدی دیکھ کر کہا: کاش! یہ نوجوان اللہ کی راہ میں ہوتا۔ اِس پر رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ آدمی اپنے چھوٹے بچّوں کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ پاک کی راہ میں ہی ہے اور اگر یہ اپنے بوڑھے والدین کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ خود کو (لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا حرام کھانے سے) بچانے کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ کی راہ میں ہے البتہ اگر یہ دکھاوے اور تفاخُر کے لیے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔[10] اپنی معاشی ضروریات پورا کرنے والوں کو اَجر و ثواب کی نوید سنائی گئی ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے اہلِ خانہ کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے حلال طریقے سے دُنیا طلب کی وہ اللہ کریم سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔[11]

---

(1) کشف المشکل من حدیث الصحیحین، 1/85 (2) پ8، الاعراف: 31 (3) موطأ امام مالک، 2/435، حدیث: 1818 (4) ابن ماجہ، 1/198، حدیث: 313 (5) مجمع الزوائد، 1/488، حدیث: 1020 (6) بخاری، 1/649، حدیث: 1975 (7) مراٰۃ المناجیح، 3/188 (8) پ 5، النسآء: 29 (9) ابو داؤد، 1/153، حدیث: 334 (10) معجم الاوسط، 5/136، حدیث: 6835 (11) مصنف ابن ابی شیبہ، 11/379، حدیث: 22625۔

بوڑھے باپ کی پُکار

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مَدَنی*

اسلام نے جہاں دیگر رشتوں کے تقدس، احترام اور اہمیت کو بیان کیا ہے وہیں والدین کو انسان کی جنت اور دوزخ قرار دیا، ابنِ ماجہ شریف میں ہے: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں[1] ان سے حسنِ سلوک کی تاکید سورۂ بنی اسرا ءیل میں ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[2] ماں اور باپ کی اہمیت کو الگ الگ بھی بیان کیا۔ باپ کو جنت کا دروازہ قرار دیا، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ ترجمہ: والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تُو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھو دے خواہ محفوظ رکھے۔[3] اس کی دعا کو مقبولیت کی سند بخشی، چنانچہ ابنِ ماجہ شریف کی حدیثِ پاک ہے: تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنی اولاد کے لیے دعا۔[4] حدیثِ پاک میں باپ کی فرمانبرداری کو اللہ کی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اللہ کی نافرمانی اور اس کی رضا کو اللہ پاک کی رضا قرار دیا، ایک حدیث شریف میں ہے:

طَاعَةُ اللهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَمَعْصِيَةُ اللهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ

ترجمہ: والد کی اطاعت ہے اللہ پاک کی اطاعت اور والد کی معصیت ہے اللہ پاک کی معصیت۔[5] دوسری حدیث شریف میں ہے: رِضَاءُ اللهِ فِیْ رِضَاءِ الْوَالِدِ وَسَخَطُ اللهِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ یعنی اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں۔[6]

باپ اپنی اولاد پر تن من دھن وار دیتا ہے۔ انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتا ہے، انہیں زمانے کی سختیوں سے بچاتا ہے۔

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

ان کی کامیابیوں پر خوش ہوتا ہے۔ اپنے خون پسینے کی کمائی کا زیادہ حصہ اپنی ذات پر نہیں اولاد پر خرچ کرتا ہے۔ اپنی خواہشوں کو دبا کر اولاد کی خواہشیں پوری کرتا ہے۔ باپ اپنی اولاد کے لیے اے ٹی ایم کی طرح ہوتا ہے وہ جب چاہیں اس سے اپنی ضرورت اور خواہش کے مطابق رقم نکال لیتے ہیں۔ باپ کی چیزوں کو اولاد اپنی چیز سمجھتی ہے یہ ان کا احساسِ ملکیت ہوتا ہے۔ باپ کی دولت نہیں سایہ ہی کافی ہوتا ہے جو انسان کو گرنے نہیں دیتا۔ کسی نے کہا ہے کہ نصیب اگر بازار میں ملتا تو پہلا خریدار باپ ہوتا۔

باپ روٹی ہے کپڑا ہے اور مکان ہے
باپ اپنے چھوٹے بچوں کا بڑا آسمان ہے
باپ ہے تو سارے خواب اپنے ہیں
باپ ہے تو بازار کے سارے کھلونے اپنے ہیں

ہر انسان کی طرح جوانی ڈھلنے پر بڑھاپا باپ پر بھی آتا ہے۔ بڑھاپا امیر غریب پر یکساں اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بیماریاں، کمزوریاں اور لاچاریاں بڑھاپے کا حصہ ہوتی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر ایک وقت وہ آتا ہے بچے اور بوڑھے میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایسے میں سعادت مند اولاد بڑھاپے میں باپ کی خدمت کرتی ہے اور کچھ لوگ باپ کے بوڑھے ہونے پر بے حس ہو جاتے ہیں اور اسے کاٹھ کباڑ کی طرح گھر کے کونے میں ڈال دیتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ بوڑھے باپ کے دل کی اس صدا کو سنیں اور جہاں جہاں ہماری کوتاہی ہے اسے دور کریں۔

دل کی پکار

میرے بچو! اللہ پاک تمہیں خوش و خرم رکھے، آفتوں سے محفوظ رکھے، خوب پھلو پھولو۔ میرے بچو! اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ آج جی بھر آیا تو سوچا کہ تم تک اپنے دل کی صدا پہنچاؤں۔ میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں، چہرے پر جھریاں پڑ گئیں، کمر خم ہوگئی، زبان میں لکنت آگئی، قوتِ سماعت کمزور ہوگئی، بینائی دھندلا گئی۔ باتوں میں ربط نہ رہا، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کم ہوگئی۔ میں جلدی اسٹریس اور ٹینشن کا شکار ہو جاتا ہوں۔ گرمی سردی کی شدت مجھے اب پہلے سے زیادہ پریشان کر دیتی ہے۔ میری خوشیوں اور دلچسپیوں کے مواقع محدود ہو گئے۔ لیکن میرے دل میں تمہاری محبت جوان ہے۔ میں تمہاری جوانی کو اپنے بڑھاپے کے ساتھ نہیں باندھنا چاہتا لیکن بڑھاپے سے مجبور ہو کر تم سے کچھ شیئر کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں کوئی بات سمجھ نہ آنے پر بار بار پوچھوں تو تم اسی نرمی کے ساتھ مجھے بار بار سمجھا سکتے ہو جس طرح میں تمہارے بچپنے میں ایک ہی سوال بار بار پوچھنے پر شفقت سے جواب دیا کرتا تھا، جب میں چلنے میں لڑکھڑانے لگوں تو تم اسی طرح مجھے سہارا دے سکتے ہو جس طرح میں تمہاری انگلی پکڑ کر چلایا کرتا تھا، جب میں کوئی بات نہ سمجھا پاؤں کیا تم مجھ سے اسی پیار سے پیش آسکتے ہو جس طرح میں تمہاری توتلی زبان کو بار بار سن لیا کرتا تھا، کیا تم میری بیماری پر فکر مند ہو کر خود میرا علاج کروانے کے لیے ڈاکٹر کے پاس لے جاسکتے ہو جس طرح میں تمہارے بیمار ہونے پر فکر مند ہو کر اسپتال لے جایا کرتا تھا۔ تم گھر پر ہوتے ہوئے کچھ دیر کے لیے سہی میرے پاس بیٹھ سکتے ہو جس طرح میں تمہیں اپنے ساتھ ساتھ رکھا کرتا تھا۔ میرے بچو! تم مجھے اپنی ہر خوشی میں شریک کرسکتے ہو جس طرح میری خوشیوں کا محور تم

تھے۔ مجھے تم سے زیادہ نہیں صرف توجہ اور دو میٹھے بول چاہئیں میرا بڑھاپا آسان ہو جائے گا۔ (فقط تمہارا بوڑھا باپ)

قارئین! باپ کی تعظیم اور خدمت ہماری شرعی ذمہ داری ہے۔ باپ کے احسانات کا بدلہ چکانا بہت دشوار ہے لیکن فی زمانہ دینی تعلیمات پر عمل میں کمزوری کا ایک نتیجہ باپ کی خدمت سے غفلت کی صورت میں نکلتا ہے۔ ایسی ایسی خبریں سننے کو ملتی ہیں کہ شدید افسوس ہوتا ہے، بطور نمونہ چند خبریں پڑھیے سنیے: ❁ کراچی میں ایک شخص نے اپنے 80 سالہ بوڑھے باپ کو گالم گلوچ اور مار پیٹ کر کے انہیں گھر سے نکال دیا۔[7] ❁ پنجاب کے ایک شہر میں بیٹوں نے جائیداد نام کروانے کے لیے بوڑھے باپ پر تشدد کرنے کے بعد گھر سے نکال دیا۔[8] ❁ پنجاب کے ایک شہر میں معمولی ڈانٹ ڈپٹ پر 3 بیٹوں نے تشدد کے بعد گلا دبا کر بوڑھے باپ کو قتل کر دیا۔ 70 سالہ ریٹائرڈ شخص نے تینوں بیٹوں کو کام کاج نہ کرنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی، جس پر تینوں نے مشتعل ہو کر باپ کو جان سے مار ڈالا۔[9] ❁ بدبخت بیٹوں نے جائیداد کی خاطر سرِ عام روڈ پر فائرنگ کر کے اپنے 60 سال کے بوڑھے باپ کو قتل کر دیا۔ والد کو گولیاں مارنے کے بعد دونوں بھائی موقع سے فرار ہو گئے۔[10]

دوسری طرف ماں باپ کے خدمت گزاروں کی بھی کمی نہیں۔ ان کے گھر میں آج بھی باپ کی حیثیت بادشاہ کی سی ہوتی ہے۔ ایک ایسا جوان بیٹا بھی سامنے آیا جو اپنی ساری آمدنی باپ کے اکاؤنٹ میں ڈلواتا ہے پھر گھر کا خرچ بلکہ اپنی جیب خرچی بھی والد صاحب سے اسی طرح لیتا ہے جس طرح کمانے سے پہلے لیتا تھا۔

بوڑھے ماں باپ یا کسی ایک کی خدمت جنت میں داخلے کا وسیلہ ہے فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو! صحابہ نے پوچھا: کس کی یارسول اللہ؟ فرمایا: ”جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا، ان میں سے ایک یا دونوں کو، اور پھر وہ (خدمت کر کے) جنت میں نہ جاسکا۔“[11]

ہمیں چاہیے کہ بوڑھے باپ یا ماں کی خدمت بوجھ نہیں سعادت سمجھ کر کریں اور جنت کے مستحق بنیں۔ اللہ پاک ہمیں والدین کی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ابن ماجہ، 4/186، حدیث: 3662 (2) پ 15، بنیٓ اسرآءیل: 23 (3) ترمذی، 3/359، حدیث: 1906 (4) ترمذی، 3/362، حدیث: 1912 (5) معجم الاوسط، 1/614، حدیث: 2255 (6) ابن حبان، 1/328، حدیث: 430 (7) نوائے وقت ویب ڈیسک 31 جولائی 2024 (8) 7 اگست 2021 جنگ اخبار (9) جنگ اخبار، 09 فروری، 2022 (10) آج نیوز ویب ڈیسک 5 ستمبر 2024 (11) مسلم، ص 1060، حدیث: 6510۔

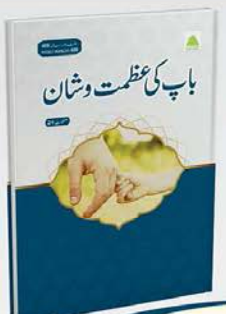

باپ کی عظمت و شان

باپ کی خدمت کی برکت، احادیث میں باپ کے فضائل، فوت شدہ والدین کو راضی کرنے کا طریقہ، والدین کے لیے دُعا مانگنے کا طریقہ اور اس کے علاوہ بہت سارا علمِ دین کا خزانہ حاصل کرنے کے لیے یہ رسالہ اس کیو آر کوڈ کے ذریعے ڈاؤن لوڈ کیجیے اور پڑھیے۔

کچھ نیکیاں کمالے

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قرب دلانے والی نیکیاں (قسط:02)

مولانا شہزاد یونس عطّاری مدنی*

گذشتہ سے پیوستہ

ایسے اعمال بجالانا جن کی بَرَکت سے دنیا و آخرت میں کامیابی ملے اور اللہ پاک کے سب سے آخری نبی، مکّی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قُرب (یعنی نزدیکی) نصیب ہو، ان نیک کاموں میں سے ایک نیک کام حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّت پر عمل کرنا بھی ہے، چنانچہ

جنّت میں پیارے نبی کا قُرب

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہُ عنہ روایت فرماتے ہیں: اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: اگر تم اس کی قدرت رکھو کہ تمہاری صبح شام اس حال میں ہو کہ تمہارا دل ہر ایک کی کُدُورت (یعنی بُغض و کینے) سے پاک و صاف ہو تو ایسا کرو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: اے بیٹے! یہ میری سنّت ہے اور جس نے میری سنّت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ [1]

سنّت زندہ کرنے کا مطلب

سنّت زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عمل کے ذریعے اس سنّت کا اِظہار کیا جائے اور لوگوں کو اس پر عمل کی ترغیب دلائی جائے۔ [2]

علّامہ ابو القاسم علی بن حسن المعروف ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ اسی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جس نے میری سنّت سے مَحبّت کی اس نے مجھ سے مَحبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ [3]

جنّت میں حُضور کا ساتھ

حُضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت اس شخص کو اَبدی (یعنی ہمیشہ کی) نعمتوں اور ہمیشہ کی رضا تک پہنچا دے گی، کیونکہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ مضمون حدیثِ پاک میں بھی آیا ہے [4] اور یہاں ساتھ ہونے سے یہ مُراد نہیں کہ محبّت کرنے والا محبوب ہی کے درجہ میں ہوگا بلکہ مُراد یہ ہے کہ وہ بغیر کسی رُکاوٹ کے محبوب کی زیارت کرسکے گا اور ان (یعنی محب و محبوب) میں سے ہر ایک اپنے دَرَجہ میں رہے گا اس درجہ سے الگ نہیں ہوگا۔ [5]

حضور کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں

حضور پُرنُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَفاقت (یعنی نزدیکی) صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو بہت پسند تھی اور دنیا میں قریب ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی قربِ مصطفےٰ پانے کا شوق ان کے دلوں میں بھرا ہوا تھا اور وہ اس کے لیے بڑے فکر مند ہوا

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت رَبیعہ بن کَعْب اَسْلَمی رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں رات کو اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت بابرکت میں رہا کرتا تھا، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وُضو کے لیے پانی لایا کرتا اور دیگر خدمت بھی بجالایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: سَلْ (یعنی مانگو)۔ میں نے عرض کیا: ”اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ“ ترجمہ: میں آپ سے جنّت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس کے علاوہ اور کچھ؟“ میں نے عرض کی: میرا مقصود تو وہی ہے۔ اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”تو پھر زیادہ سجدے کرکے اپنے معاملے میں میری مدد کرو۔“[6]

محبتِ رسول کا ذریعہ اتباعِ سنتِ رسول

سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے کل حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا قُرب نصیب ہو جائے اس قُرب کا ذریعہ حضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے محبّت ہے اور حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت کا ذریعہ اتباع سنت، کثرت سے دُرود شریف کی تلاوت، حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے حالات طیّبہ کا مطالعہ اور محبّت والوں کی صحبت ہے یہ صحبت اکسیر اعظم ہے۔[7]

غیروں کے طریقے اپنانے والے توجّہ کریں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے فتاویٰ رضویہ شریف جلد 22 صفحہ 672 اور 673 پر موجود 3 احادیث کریمہ پڑھیے:

1 صحابی ابن صحابی حضرت عبدُ اللہ ابن عباس رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جو ہمارے غیر کے طریقے پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔[8]

2 مسلمانوں کی امّی جان حضرت بی بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہُ عنہا سے راوی، اللہ پاک کے پیارے اور آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جو میری سنّت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔[9]

3 صحابیِ رسول حضرت ابوایّوب انصاری رضی اللہُ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو میری سنّت سے مُنہ پھیرے وہ میرے گروہ سے نہیں۔[10]

پیارے اسلامی بھائیو! جو لوگ پیارے نبی کی پیاری سنّتوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے اپناتے ہیں، ایسے لوگوں کو سنبھل جانا چاہیے اور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں پر عمل کرکے آپ کا قُرب حاصل کرنا چاہیے۔

یا اللہ پاک! ہمیں قُربِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پانے والی نیکیوں پر عمل کرنے کی سعادت اور دوسروں کو اس کی ترغیب دلانے کی توفیق نصیب فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں

---

(1) ترمذی، 4/309، حدیث: 3687 (2) السراج المنیر، 2/255 (3) تاریخ ابن عساکر، 9/343 (4) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی جس سے محبّت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری، 4/148، حدیث: 6168) (5) حدیقہ ندیہ، 1/113 (6) مسلم، ص199، حدیث: 1094 (7) مراۃ المناجیح، 6/589 (8) الفردوس بماثور الخطاب، 3/415، حدیث 5268 (9) ابن ماجہ، 2/406، حدیث: 1846 (10) کنز العمال، 4/37، جزء 7، حدیث: 18142۔

مارچ، اپریل 2025ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے جاری کئے گئے پیغامات کی تفصیل

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے مارچ اور اپریل 2025ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّار“ کے ذریعے تقریباً 6129 پیغامات جاری فرمائے جن میں 1100 تعزیت کے، 4725 عیادت کے جبکہ 304 دیگر پیغامات تھے۔ اِن پیغامات کے ذریعے امیرِ اہلِ سنّت نے بیماروں سے عیادت کی، اُنہیں بیماری پر صبر کا ذہن دیا جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مغفرت اور بلندیِ درجات کی دعا کی۔

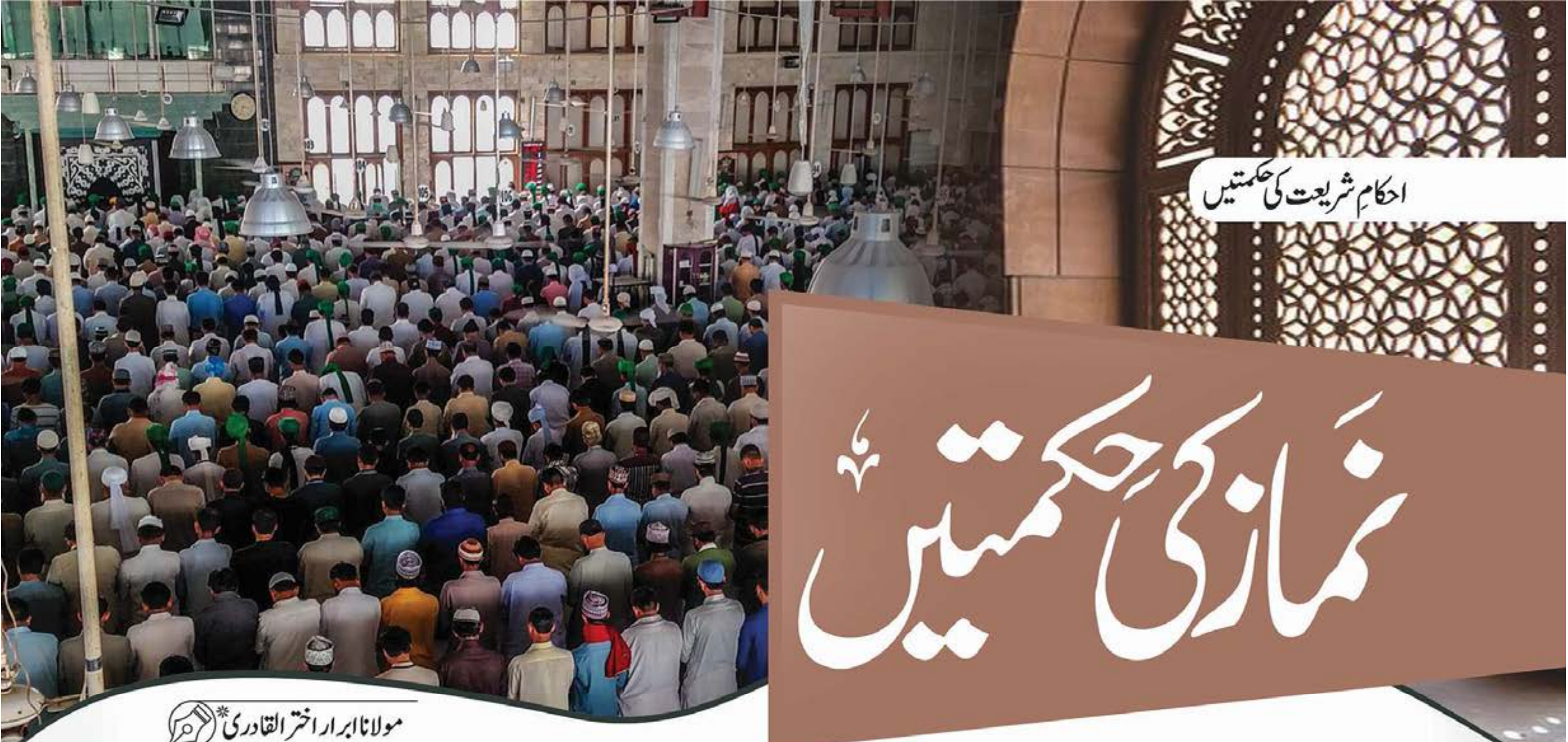

نماز کی حکمتیں

مولانا ابرار اختر القادری*

بلاشبہ نماز دین کا ستون، حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک، مومن کی معراج، اندھیری قبر کا چراغ، جنت کی کنجی اور دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے، اس کی اہمیت و فضیلت کی بنا پر عُلمائے کرام نے اس کی بے شُمار حکمتیں بیان فرمائی ہیں، چند حکمتیں ملاحظہ فرمایئے:

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد حضرت علّامہ مفتی نقی علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی کتاب جواہر البیان فی اسرار الارکان میں نَماز کی جو حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ان کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

❁ نَماز اللہ پاک کی بارگاہِ بے نیاز میں حاضری اور مناجات کا نام ہے۔ اگر نمازی یہ جانتا ہو کہ اَذان کے ذریعے کس کے حضور بلایا جاتا ہے تو دنیا و مافیہا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ) چھوڑ کر سر کے بل نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف دوڑ پڑتا۔

❁ جو بندہ خالصاً لِوَجْہِ اللہ (اللہ کی رضا کی خاطر) نماز پڑھتا ہے اس کے گُناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں، فرشتے خُدا کے حضور اس کی مَدح وثَنا کرتے اور اس کے حق میں دُعا اور اس کی دُعا پر آمین کہتے ہیں، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پروردگار اس کی طرف متوجّہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔

❁ جب بندہ نماز کے اَرکان و شرائط کا خیال رکھتے ہوئے اور ظاہر و باطن کی یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے دل پر ایک نُور چمکتا ہے جس سے نَمازی کے دل پر اس کے دل کی پاکیزگی اور ہمّت کے مطابق عجائبات ظاہر ہوتے ہیں، بعض پر اشیا کے حقائق، بعض پر ان کی مثالیں، کسی پر صِفاتِ الٰہیہ کے انوار اور کسی پر اَسرارِ افعال ظاہر کرتا ہے۔ جو ترقّی مسلمان کو نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی کام میں نہیں اور جو راز اس سے کھلتے ہیں کسی عمل سے ظاہر نہیں ہوتے۔ سَرورِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہشت و دوزخ نماز میں ملاحظہ فرمائے اور حاجیوں کے کپڑے چُرانے والے اور اس عورت کو جس نے بلّی باندھ کر بھوک اور پیاس سے ہلاک کی، دوزخ میں دیکھا۔ نماز کی حقیقت تک رسائی کم درجے کے ذہنوں کے بس میں نہیں، شیخ ابو سعید ابوالخیر کے مریدنے ان کے حجرے میں ایک نُور دیکھا تو بے اختیار چلایا: میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ شیخ نے فرمایا: اے نادان! تو کہاں اور وہ ذاتِ پاک کہاں! یہ نُور تیرے وُضو کا ہے۔ جب نورِ وُضو کا یہ حال ہے تو نماز کی حقیقت ہر کس و ناکس کب سمجھے گا، مگر قِیامت کو یہ نور نمازی کی پیشانی پر ظاہر ہو گا کہ سجدے کا نشان چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا، اگر شامتِ اعمال سے دوزخ میں جائے گا آتشِ جہنّم سجود کی جگہوں کو نہ جلا سکے گی، اللہ پاک کو کوئی عمل نماز سے زیادہ پیارا نہیں، ورنہ فرشتوں کو اُس میں مشغول کرتا۔ وہ ارکانِ نماز میں مصروف ہیں، بعض رُکوع، بعض سجود،

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین
دعوتِ اسلامی (ویب ایڈیشن)

بعض قُعود میں۔ پیغمبر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جو خوشی وراحت نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی عبادت میں نہ ملتی اکثر فرماتے: اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ، آرام پہنچا ہمیں اے بلال! نماز سے۔(1)

تفسیر نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ نماز کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نماز تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ ہے کیونکہ ملائکہ مقربین میں سے بعض وہ ہیں جو صرف رُکوع ہی کر رہے ہیں۔ بعض صرف سجدہ، بعض صرف تسبیح و تہلیل۔ رب تعالیٰ نے ہماری نماز میں یہ سب چیزیں جمع فرمائیں جو اس کی پابندی کرے گا وہ درجہ میں تمام ملائکہ کے برابر یا ان سے افضل ہوگا۔

نماز میں ساری مخلوقات کی عبادت جمع ہے وہ اس طرح کہ درخت ہر وقت قِیام میں ہیں اور چوپائے رُکوع میں، سانپ بچھو وغیرہ ہر وقت سجدے میں، مینڈک وغیرہ ہر وقت قعدہ میں انسان چونکہ ان سب سے افضل ہے اس لئے چاہئے کہ اس کی عبادت ان سب کی عبادتوں کو شامل ہو۔(2)

مفتی احمد یار نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ کی اس بات کی بہت ہی خوبصورت وضاحت خطیب پاکستان مولانا محمد صدیق ملتانی رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فلسفہ ارکانِ خمسہ میں کچھ یوں کی ہے: صرف نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کا پابند اللہ پاک نے اپنی ہر مخلوق کو بنا رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ﴿كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح۔(3) یعنی جمادات، نباتات، حیوانات اور حشرات الارض وغیرہ سب اس میں شامل ہیں، البتہ! ہر ایک کی نماز اس کی خِلقت کے مناسب حال رکھی گئی ہے تاکہ اس کی نماز اس کی قُدرتی وَضع سے اَدا ہوتی رہے مثلاً درختوں کی شکل ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ گویا قِیام کی حالت میں نماز اَدا کر رہے۔ چوپاؤں کی نماز صرف رُکوع ہے، کیونکہ ان کی پیدائشی ہیئت ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ ہر وقت گویا اللہ پاک کے سامنے رُکوع میں جھکے ہوئے ہیں جس سے ایک لمحہ کے لیے بھی اِنحراف نہیں کر سکتے۔ حشراتُ الارض یعنی رینگنے والے اور پیٹ کے بل چلنے والے کیڑوں مکوڑوں کی نماز بحالتِ سجدہ ہے۔ کیونکہ ان کی پیدائشی ہیئت ہی سجدہ نما بنائی گئی ہے کہ وہ اوندھے اور سرنگوں رہیں اور گویا سجدوں سے اس کی یاد میں مصروف رہیں۔ پہاڑوں کی نماز بحالت تشہّد و قُعود ہے گویا یہ ہر وقت زمین پر دوزانو جمائے بیٹھے التّحیات میں ہیں، اُڑنے والے پرندوں کی نماز انتِقالات ہیں کہ وہ نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے منتقل ہوتے رہتے ہیں جیسے انسان قِیام سے قعود اور قعود سے قیام کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ پس یہ پرندے بھی جب اوپر سے نیچے اڑتے ہوئے آتے ہیں یا زمین پر ٹھہرتے ہیں تو گویا رُکوع میں اور نیچے سے اوپر اُڑتے ہیں تو گویا رُکوع سے قومہ اور قیام کی طرف جاتے ہیں اور پر پھیلا کر زمین پر اوندے پڑ جاتے ہیں تو گویا سجود میں ہیں یعنی ان کی نَماز محض انتقالات ہیں، یہ مستقلاً رُکوع میں ہیں نہ سجود اور قعود میں، بلکہ اڑتے ہوئے عُروج و نزول کرتے رہتے ہیں، اس لیے ایک ہیئت سے دوسری ہیئت کی طرف منتقل ہونا ہی ان کی نماز ہے۔ اسی طرح ستاروں اور آسمان کی نماز گردش ہے کہ ہر نقطہ سے گھوم کر اسی نقطہ پر لوٹ آتے ہیں اور پھر وہی سابقہ حرکت شُروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ایک نمازی ایک رکعت پڑھ کر پھر پہلی حالت کی طرف لوٹتا ہے اور اسی قسم کے افعال پھر دوسری رکعت میں ادا کرنے لگتا ہے۔ محض ایک رکعت پر یا ایک ہی دور پر قناعت نہیں کرتا۔ زمین کی نماز سُکون ہے اور نماز کی تمام حرکات کی ابتدا بھی سکون ہی سے ہوتی ہے۔ پہلے آدمی ساکن ہوتا ہے پھر حرکت کرتا ہے، پس زمین بھی گویا ساکت ہو کر اپنے مرکز پر جمی ہوئی ہے اور یہی سکون اس کی نماز ہے۔ ملائکہ کی نماز صَف بندی یعنی قِطار دَر قِطار جمع ہو کر یادِ الٰہی میں مصروف رہنا ہے، البتہ! اس صَف بندی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جتنی صورتیں جَمادات، نَباتات، حیوانات اور حشرات الارض کی نمازوں میں رکھی گئی ہیں، اتنی ہی سب فرشتوں کی نمازوں میں رکھی گئی ہیں، بعض قِیام میں ہیں کہ یہی ان کی نماز ہے تو بعض رکوع میں، بعض سجدے میں اور بعض قعود میں اور اسی کو ان کی نماز مانا گیا ہے۔ کتنے ہی فرشتے عُروج و نُزول اور آسمان و زمین کے درمیان شب و روز اُترنے چڑھنے میں مصروف ہیں اور یہی ان کی نماز ہے۔ غرض جس طرح سے کہ ایک مسلمان جامع

اَدیان تھا تو اس کے لیے نماز بھی ایسی ہونی چاہئے تھی کہ جس میں عبادت کی تمام اَقسام جمع ہوں اور نماز کی ہر ممکن سے ممکن صورت موجود ہو، اگر نباتات اور درختوں کی عبادت اور نماز قیام تھا تو یہی قیام انسان کی نماز میں بھی ہے۔ اگر حیوانات کی نمازوں میں رکوع و سجود تھا تو مسلمان کی نماز میں بھی رُکوع اور سجود ہے۔ اگر پہاڑوں کی نماز میں قعود، ملائکہ کی نماز میں صف بندی، زمین کی نماز میں سُکون، سیّارات اور آسمان کی نماز میں دوران و گردش اور جنّت و نار کی نماز میں سُوال و دُعا ہے تو انسان کی نماز میں ان چیزوں کی نماز کی ساری حقیقتیں موجود ہیں اور یہ اس لیے کہ اس ساری کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر اسے فائق بنانا تھا تاکہ خلافتِ الٰہیہ کا شَرَف سنبھالنے کے قابل ہو۔[4]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کی کچھ حکمتیں یہ بھی بیان فرمائی ہیں: ❁ نماز انسان کی ہر حالت دُرست کرتی ہے: بُرے کاموں سے بچاتی ہے یہ تو آزمائی ہوئی بات ہے کہ بڑے بڑے فاسق و بدکار لوگوں نے جب صِدْق دل سے نماز پڑھنی شروع کر دی تو رب کے فضل سے سارے گُناہوں سے بچ گئے۔ ❁ نماز صدہا بیماریوں کا علاج ہے اس وقت کے اطبا بھی کہتے ہیں کہ وضو کرنے والا آدمی دماغی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے، نمازی آدمی اکثر تلّی کی بیماریوں اور جنون وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے، نیز پنج وقتہ نمازی کے اَعضا دھلتے رہتے ہیں۔ کپڑے پاک رہتے ہیں گھر بھی اس کا پاک رہتا ہے۔ اس لئے وہ گندگی سے بچا رہتا ہے اور گندگی بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔ ❁ نماز ہر مصیبت کا عِلاج ہے اسی لئے اسلام نے ہر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، بارش نہ ہو تو نماز استِسقاء پڑھو۔ سورج یا چاند کو گرہن لگے تو نماز کُسوف پڑھو۔ کوئی حاجَت دَرپیش ہو تو نماز حاجَت پڑھو، غرضیکہ نماز ہر مصیبت میں کام آنے والی چیز ہے۔[5]

نَماز کی ایک حکمت یہ ہے کہ بندہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ پاک کی رَحمت کی طرف مُتَوَجّہ ہو جائے، کیونکہ جب بندہ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں دل و جان سے حاضر ہوتا ہے تو اس کی رَحْمت بڑھ کر اسے اپنی پناہ میں لے لیتی ہے، مگر جب بندہ اپنی حاضری میں یکسو نہ ہو اور اس کی توجہ کا مرکز بھی خدائے واحد نہ ہو تو رَحْمتِ خداوندی بھی اس سے اِعْراض کر لیتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر نعیمی میں ہے: وہ نماز کار آمد ہے جس میں قَلب اور قالِب دونوں اللہ کی طرف مائل ہوں، اگر جسم مسجد میں رہا اور دل بازار میں تو اس سے یہ فائدہ نہ ہو گا۔[6]

بِلاشبہ نماز سب سے افضل عبادت ہے اور اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کی حالت میں کوئی دنیاوی کام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں سارے اَعضا پر مکمل کنٹرول ہے، دوسری عِبادات میں دنیاوی کام بھی ہو سکتے ہیں۔ حج میں تجارت، روزے میں دنیاوی کاروبار ہو سکتے ہیں، لہٰذا اس میں اِخلاص زیادہ ہے اسی لئے ارشاد ہوا: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نماز منع کرتی ہے بےحَیائی اور بُری بات سے۔[7] دوسرے یہ کہ نماز سارے ظاہری باطنی اَعضا سے اَدا ہوتی ہے، روزہ صرف منہ اور پیٹ سے۔ لہٰذا یہ ہر عضو کی عبادت ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز سارے فرشتوں کی عبادات کا مجموعہ ہے کہ کوئی فرشتہ رُکوع میں ہے کوئی قیام میں کوئی سجدہ میں، چوتھے یہ کہ نماز ساری مخلوق الٰہی کی عبادات کا مجموعہ ہے کہ درخت قِیام میں ہیں، چوپائے جانور رکوع میں ہیں، کیڑے مکوڑے سجدے میں، مینڈک وغیرہ قَعدہ میں۔ لہٰذا نماز سارے فرشتوں اور ساری مخلوق کی عبادات کی جامع ہے۔ پانچویں یہ کہ نماز سب پر فرض ہے زکوٰۃ و حج غریب پر نہیں، روزہ مسافر پر نہیں۔ لہٰذا یہ عِبادت عام ہے۔ چھٹے یہ کہ نماز روزانہ ادا کی جاتی ہے، روزہ زکوٰۃ سال میں ایک بار اور حج عمر میں ایک بار۔ ساتویں یہ کہ نماز آدمی کی زندگی سنبھال دیتی ہے، نمازی کو اپنا بدن کپڑا ہر وقت پاک رکھنا پڑتا ہے اور دن رات ہر وقت نماز کی فکر رکھنی پڑتی ہے، لہٰذا نمازی ہر وقت عِبادت میں رہتا ہے، فکر عبادت بھی عبادت ہے۔[8]

(1) جواہر البیان، ص29 تا 31 (2) تفسیر نعیمی، 1 / 104 (3) پ18، النور: 41 (4) فلسفہ ارکان خمسہ، ص28 تا 30 (5) تفسیر نعیمی، 1 / 104-105 (6) تفسیر نعیمی، 1 / 300 (7) پ21، العنکبوت: 45 (8) اسرار الاحکام، ص282۔

بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطّاری مَدَنی*

باتوں سے خوشبو آئے

طَلَبِ حلال محنت کش کام ہے

حلال روزی کمانا ایک پہاڑ کو دوسرے پہاڑ تک لے جانے سے زیادہ مشکل کام ہے۔

(ارشادِ حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما) (مواعظ الصحابۃ، ص364)

مسلم گھرانے کی کفالت کی اہمیت

ایک ماہ یا ایک ہفتے یا جتنی اللہ توفیق دے اتنے عرصے تک کسی مسلمان گھرانے کی کفالت کرنا میرے نزدیک نفل حج در حج کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

(ارشادِ حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما) (حلیۃ الاولیاء، 1/403)

جاہل کی پہچان

تین خصلتیں جاہل کی پہچان ہوتی ہیں، خود پسندی، بے مقصد باتوں کی بہتات اور کسی کام سے دوسروں کو روکنا مگر خود انہی کاموں میں پڑے رہنا۔

(ارشادِ حضرت ابو درداء رحمۃ اللہ علیہ) (عیون الاخبار، 2/47)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

وعدہ خلافی کی شرعی قباحت

اگر وعدہ سرے سے صرف زبانی بطور دنیا سازی کیا اور اُسی وقت دل میں تھا کہ وفا نہ کریں گے تو بے ضرورتِ شرعی و (بے) حالتِ مجبوری سخت گُناہ و حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 12/281)

ہدایت ونصیحت نرمی سے کیجیے!

اعمال میں ہدایت نرمی سے (کرنی) چاہیے کہ سختی سے ضد نہ بڑھے۔ (فتاوی رضویہ، 7/194)

معزّزِ دینی کی رعایت کرنی چاہیے

جس کو دینی عزّت زائد ہے ہر مسلمان کے نزدیک زائد ہے اُس کی وہ رعایت کی جائے گی جو دوسرے کی نہ ہو گی جب تک کوئی حرجِ شرعی لازم نہ آئے۔ (فتاوی رضویہ، 7/200)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن

بچّوں کے ساتھ اچھا انداز اختیار کیجیے

بچّے کو عزّت دیں گے تو وہ بھی دوسروں کو عزّت دے گا اور اگر اسے ہر وقت جھاڑتے رہیں گے تو وہ یہی کچھ سیکھے گا کیونکہ اگر بچّے کو جھاڑا جائے، ذلیل کیا جائے تو اگرچہ وہ کچھ بولتا نہیں مگر غیر محسوس طریقے پر اس کی ٹریننگ ہو رہی ہوتی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 3ذوالقعدہ1445ھ)

دنیوی دولت قابلِ فضیلت نہیں

دنیاوی دولت کی کوئی فضیلت نہیں دنیا کا کتنا ہی مال کوئی جمع کرلے اگر وہ 100 فیصد حلال ہے، نیّت میں بھی کوئی فتور فساد نہیں تب جا کر یہ مُباح ہے یعنی اس میں نہ ثواب ہے نہ گُناہ ہے ہاں اگر کوئی ماں باپ کی خدمت یا بچّوں کی کفالت وغیرہ کی اچھی نیّت کرلے تو اچھی نیّت پر ثواب ملے گا۔

(مدنی مذاکرہ، 3جمادی الاخری1445ھ)

تعزیت مسلمانوں سے ہمدردی کا باعث ہے

کسی کا انتقال ہو جانا اس کے اہلِ خانہ و خاندان کے لئے نقصان ہوتا ہے جس کی تعزیت کرنی چاہیے یہ سنّت ہے البتہ تین دن کے اندر ہی تعزیت کرنی چاہیے البتہ کوئی خاص عذر ہو تو تین دن کے بعد تعزیت کرنے میں بھی حَرَج نہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 19شوال المکرم1445ھ)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

1 خریدار اگر بلاوجہ چیز واپس کرے تو واپس لینا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میری الیکٹرانکس آئٹم کی دکان ہے خریدار ہم سے مختلف الیکٹرانکس کا سامان خرید کر لے جاتے ہیں اور بعض اوقات خریدا ہوا سامان واپس کرنے آتے ہیں جبکہ ہم نے انہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا ہوتا اور سامان میں کوئی عیب بھی نہیں ہوتا، تو اس سامان کو واپس لینے کا کیا حکم ہے؟ اس سامان کو واپس نہ لیں تو کیا ہم گنہگار ہوں گے؟ کیونکہ واپس لینے کی صورت میں جو ہماری محنت لگی ہوتی ہے اور جو اس ڈیل سے ہمارا نفع ہوتا ہے وہ چلا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بہت کم ہی واپس لیتے ہیں۔

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: فریقین کے مابین جو خرید و فروخت کا عقد ہوا ہے اسے ختم کر دینے کو اقالہ کہتے ہیں اس کی چند شرائط ہیں جن میں سے ایک شرط یہ ہے کہ دونوں فریق اقالہ پر راضی ہوں۔ اگر ایک فریق بھی راضی نہ ہو تو اقالہ نہیں ہو سکتا۔ جب خریدار نے اپنی رضامندی سے کوئی چیز خریدی، آپ نے اسے کوئی جھوٹ نہ بولا، نہ ہی کوئی دھوکہ دیا اور نہ ہی اس عقد کو فسخ کرنے کا کوئی سببِ شرعی پایا جارہا ہے تو آپ پر اس چیز کو واپس لینا واجب نہیں ہے، اس چیز کو واپس لینے سے منع کرنے کا آپ شرعی طور پر حق رکھتے ہیں اور واپس لینے سے منع کرنے کی صورت میں آپ گنہگار بھی نہیں ہوں گے البتہ اگر آپ خریدار کے ساتھ بھلائی سے پیش آتے ہوئے وہ چیز واپس لے لیتے ہیں تو یہ ایک مستحب اور ثواب کا کام ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا ہے اس کے اٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں۔۔۔ دونوں میں سے ایک اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کرلینا، اقالہ کر دینا مستحب ہے اور یہ مستحقِ ثواب ہے۔“ (بہار شریعت، 2/734)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 حجامہ کی اجرت لینا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل بعض ادارے بلا معاوضہ حجامہ کرتے ہیں اور بعض ادارے حجامہ کرنے کی طے شدہ اُجرت لیتے ہیں تو یہ رہنمائی فرمائیں کہ حجامہ کرنے کی اُجرت کا لین دین کرنا کیسا ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: حجامہ باقاعدہ ایک علاج کا نام ہے۔ حدیثوں میں بھی حجامہ کروانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ماہر طبیب کے مشورے سے حجامہ کروانا بہت اچھا عمل ہے۔

البتہ یہ واضح رہے کہ مسجد یا فنائے مسجد میں حجامہ کروانا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ حجامہ میں بہتا خون نکلتا ہے، جو کہ ناپاک ہے جبکہ مسجد یہاں تک کہ فنائے مسجد کو بھی نجاستوں اور گندی

*محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت
نور العرفان، کھارادر کراچی

چیزوں سے بچانے کا حکم ہے۔

پچھنے لگانے کی اُجرت لینا اور دینا جائز ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک عمل اور کتبِ فقہ کی صراحت سے پچھنے کی اُجرت کا جواز ثابت ہے۔ البتہ حجامہ کو بطورِ پیشہ اپنانا، شرعاً مرغوب نہیں ہے۔

شرح معانی الآثار میں ہے: "عن عبد الله بن العباس انه قال: احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم واعطى الحجام اجره فى ذلك" یعنی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حجامہ کروایا اور حجام کو اس کے کام کی اجرت عطا فرمائی۔ (شرح معانی الآثار، 5/129)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ فرماتے ہیں: "حجامت یعنی پچھنے لگوانا، جائز ہے اور پچھنے کی اُجرت دینا لینا بھی جائز ہے پچھنے لگانے والے کے لیے وہ اُجرت حلال ہے اگرچہ اُس کو خون نکالنا پڑتا ہے اور کبھی خون سے آلودہ بھی ہو جاتا ہے مگر چونکہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے خود پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو اُجرت بھی دی معلوم ہوا کہ اس اُجرت میں خباثت نہیں۔" (بہار شریعت، 3/144)

فنائے مسجد میں نجاست سے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فصیلِ مسجد بعض باتوں میں حکمِ مسجد میں ہے معتکف بلاضرورت اس پر جا سکتا ہے اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، 16/495)

بہارِ شریعت میں ہے: "مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔" (بہارِ شریعت، 1/645)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 امانت رکھوائی ہوئی رقم سے کاروبار کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے اپنی رقم میرے پاس حفاظت کرنے کے لئے رکھوائی ہو اور اسے استعمال کرنے کی اجازت نہ ہو تو کیا میں اس امانت کی رقم سے پرائز بانڈ خرید سکتا ہوں یا کسی کاروبار میں انویسٹ کر سکتا ہوں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ کا امانت کی رقم سے پرائز بانڈ خریدنا یا کسی بھی کاروبار میں اِس رقم کو انویسٹ کرنا ناجائز و حرام ہے اور ایسا کرنے کی صورت میں آپ پر اس رقم کا تاوان دینا لازم ہو گا۔

اس مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حفاظت کرنے کے لئے جو رقم رکھوائی جائے شرعی اصطلاح میں اسے ودیعت کہتے ہیں، اور ودیعت کا حکم یہ ہے کہ مودع (جس کے پاس امانت رکھوائی جائے اس) پر اُس کی حفاظت واجب ہو جاتی ہے، اور اگر مودع امانت کو خود تعدی یعنی غفلت و کوتاہی سے ہلاک کر دے تو وہ غاصب کہلاتا ہے اور وہ چیز یعنی امانت اب غصب کے حکم میں ہو جاتی ہے جس کا تاوان دینا اُس غاصب یعنی مودع پر لازم ہوتا ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں بھی اگر آپ امانت کی رقم سے پرائز بانڈ خرید لیتے ہیں یا پھر اس رقم کو کاروبار میں انویسٹ کرتے ہیں تو آپ غاصب کہلائیں گے اور وہ رقم غصب شدہ ہو گی جس کا تاوان دینا آپ پر لازم ہو گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "ہندہ نے اپنا روپیہ اس کے پاس جمع کیا تھا تو یہ قرض نہ تھا ودیعت تھا اس وقت تک زید اگر بطور خود اسے کچھ دیتا رہا تو وہ نہ قرض کا نفع تھا نہ کسی عقد معاوضہ میں زیادتی، لہٰذا سود نہیں ہو سکتا تھا بلکہ زید کی طرف سے ایک تبرع واحسان تھا، اب کہ زید نے بلا اجازتِ ہندہ اسے تجارت میں لگا دیا تو زید غاصب ہو گیا اس پر تاوان آیا۔" (فتاویٰ رضویہ، 19/165)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

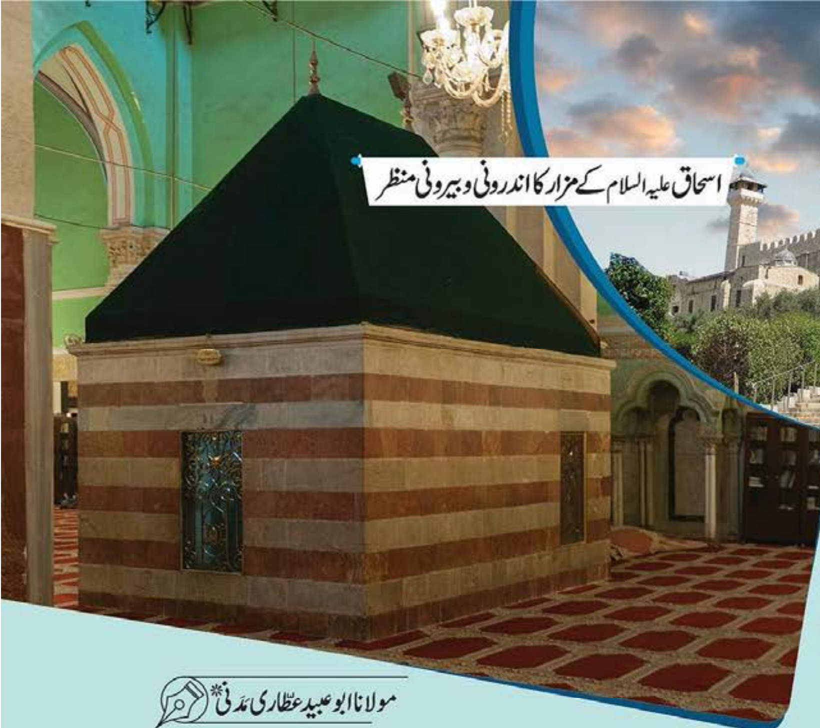

اسحاق علیہ السلام کے مزار کا اندرونی و بیرونی منظر

حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام (قسط:02)

مولانا ابو عبید عطاری مدنی*

آیئے! حضرت اِسحاق علیہ السّلام کی کچھ تفصیلی سیرتِ مبارکہ پڑھیے:

پیدائش کی خوشخبری حضرت بی بی سارہ رضیَ اللہُ عنہا حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کے چچا کی بیٹی تھیں[1] اللہ کریم کے معزّز فرِشتے حضرت جبرائیل، میکائیل اور اِسرافیل علیہمُ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت بی بی سارہ رضیَ اللہُ عنہا کے پاس انسانی صورت میں تشریف لائے اور اللہ پاک کے حکم سے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السّلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی۔[2] واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اللہ پاک نے وسیع رِزْق، مال اور خدّام عطا فرمائے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام انتہائی اہتمام کے ساتھ لوگوں کی مہمان نوازی بھی فرماتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا اِرادہ فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس مہمان بن کر جاؤ اور انہیں اور (ان کی زوجہ) سارہ رضیَ اللہُ عنہا کو حضرت اسحاق علیہ السّلام اور ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بشارت دیدو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام اور چند فرشتے خوبصورت اور حسین نوجوانوں کی صورت میں مہمان بن کر حاضِر ہوئے۔ سلام و کلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ان کی مہمان نوازی کے لئے بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا اور جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کچھ خوفزدہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر فرشتوں نے انہیں تسلّی دی اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ایک علم والے لڑکے یعنی حضرت اسحاق علیہ السّلام کی خوشخبری سنائی۔

حضرت ابراہیم کی حیرت یہ سُن کر حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے اور زوجہ کے بڑھاپے کی وجہ سے حیران ہوئے اور فرشتوں سے فرمایا: اتنی بڑی عمر میں اولاد ہونا عجیب و غریب ہے، ہمارے ہاں کس طرح اولاد ہو گی؟ کیا ہمیں پھر جوان کیا جائے گا یا اسی حالت میں بیٹا عطا فرمایا جائے گا؟ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا یہ تعجّب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نہیں بلکہ عادت کے بر خلاف کام ہونے پر تھا کہ عموماً بڑھاپے میں کسی کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ فرشتوں نے عرض کی: ہم نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کی سچّی بشارت دی ہے کہ آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اور اس کی اولاد بہت پھیلے گی، لہٰذا بیٹے کی ولادت سے نااُمید نہ ہوں۔ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی رَحمت سے نااُمید نہیں کیونکہ رَحمت سے نااُمید کافر ہوتے ہیں ہاں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو سنّت جاری ہے اس سے یہ بات عجیب معلوم ہوئی تھی۔

حضرت سارہ کو خوشخبری علم والے لڑکے کی خوش خبری حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زوجہ حضرت سارہ رضیَ اللہُ عنہا نے بھی سن لی، اس پر حضرت سارہ رضیَ اللہُ عنہا حیرت اور تعجب کرتے ہوئے آئیں اور کہا: کیا وہ عورت بچّہ جنے گی جو بوڑھی ہے اور اس کے ہاں کبھی بچّہ پیدا نہیں ہوا۔ اس بات سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسی حالت میں بچّہ ہونا اِنتہائی تعجّب کی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: جو بات ہم نے کہی آپ کے رب پاک نے یونہی فرمایا ہے، بیشک وہی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

اپنے اَفعال میں حکمت والا ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو بیٹے حضرت اسحاق علیہ السّلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بھی خوشخبری دی۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مَردوں سے زیادہ ہوتی ہے، نیز یہ بھی سبب تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السّلام موجود تھے۔

فِرِشتوں کا جواب جب حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بڑھاپے کو بنیاد بنا کر تعجّب کیا تو فرشتوں نے کہا: اے سارہ! آپ کے لئے یہ تعجّب کا مقام نہیں کیونکہ آپ کا تعلّق اس گھرانے سے ہے جو معجزات، عادتوں سے ہٹ کر کاموں کے سَر انجام ہونے، اللہ تعالیٰ کی رَحمتوں اور برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ بنا ہوا ہے۔[3]

نبی کی آمد مرحبا حضرت اسحاق علیہ السّلام کی والدہ بی بی سارہ رضی اللہ عنہا اسی رات حمل سے ہوگئی تھیں جس رات قومِ لوط کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک کرنے اور ان پر عذابِ الٰہی لانے کے لئے فرشتے تشریف لائے تھے[4] حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے حمل کے ایام آہستہ آہستہ پورے ہوگئے آخر کار جُمعہ کی رات دس محرّم یوم عاشوراء کو حضرت اسحاق علیہ السّلام اس دنیا میں تشریف لے آئے، آپ علیہ السّلام کے چہرے مبارکہ پر ایک نُور تھا جس نے آس پاس کے ماحول کو جگمگا دیا تھا، آپ علیہ السّلام زمین کی جانب جھکے اور اپنے پاک پروردگار کو سجدہ کیا پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر توحید (یعنی خدا کے ایک ہونے) کا اشارہ کیا۔[5]

حضرت ابراہیم نے شکر اَدا کیا حضرت ابراہیم علیہ السّلام اندر تشریف لائے اور اللہ کریم کی حمد بجالائے اور اس کا شکر یوں اَدا کیا: تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل واسحاق عطا فرمائے،[6] پھر شکرانے کے طور پر فقیروں اور مسکینوں کو بلایا اور انہیں کھانا کھلایا اور پیاس بجھائی،[7] خوش خبری ملنے کے ایک سال بعد حضرت اسحاق علیہ السّلام کی پیدائش ہوئی تھی آپ کی ولادت کے وقت والدۂ ماجدہ کی عمر 100 سال اور والدِ ماجِد کی عمر 121 برس تھی جبکہ آپ علیہ السّلام اپنے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے 14 سال چھوٹے تھے۔[8] اے اللہ ہمیں بھی اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرما۔

بچپن کے ایام حضرت سیدنا اسحاق علیہ السّلام بَوقتِ ختنہ 7 دن کے تھے[9] جس دن حضرت اسحاق علیہ السّلام کا دودھ چھڑوایا گیا اس دن حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ایک بڑی دعوت کا اِہتمام کیا[10] حضرت بی بی سارَہ رضی اللہ عنہا حضرت اسحاق علیہ السّلام کی پرورش کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ سات برس کے ہوگئے،[11] اِسی عمر میں آپ علیہ السّلام اپنے والدِ ماجد حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ساتھ بیتُ المقدّس تشریف لائے تھے۔[12]

حج کی اَدائیگی شام و فلسطین کے شہروں میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی زندگی کے اَیّام گزارے تھے اور ان ہی لوگوں کے درمیان حضرت اسحاق علیہ السّلام نے پرورش پائی تھی۔[13] حضرت ابراہیم علیہ السّلام تعمیرِ کعبہ کے بعد اپنے گھر ملک شام لوٹ گئے اور ہر سال حج کے لئے تشریف لاتے تھے، حضرت بی بی سارَہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السّلام نے بھی بیتُ اللہ شریف کا حج کیا۔[14] اے اللہ! ہمیں بھی حجِ بیتُ اللہ کی سعادت نصیب فرما۔

مقامِ نبوت و رسالت اللہ کریم کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی حیات میں ہی حضرت اسحاق علیہ السّلام مقامِ نُبوّت پر فائز ہوگئے تھے[15] اللہ کریم نے آپ علیہ السّلام کو مقامِ نبوّت و رسالت پر فائز فرما کر شام و فلسطین کے شہروں میں مقیم کنعانیوں کی طرف بھیجا[16] آپ علیہ السّلام اپنی قوم کو تقریباً 80 برس تک وَعظ و نصیحت کرتے رہے۔[17]

---

(1) بغوی، 2/330، پ12 ھود، تحت الآیۃ: 70 (2) نہایۃ الارب فی فنون الادب، 13/104 (3) سیرت الانبیاء، ص366 تا 367 ملخصاً (4) الانس الجلیل، 1/150 (5) قصص الانبیاء للکسائی، ص150 (6) نہایۃ الارب فی فنون الادب، 13/105 (7) قصص الانبیاء للکسائی، ص150 (8) جلالین مع الصاوی، 3/923، 924، پ12، ھود تحت الآیۃ: 72 ملتقطاً (9) تاریخ ابن عساکر، 6/201 (10) نظم الدرر للبقاعی، 16/274، الصفت: 113 (11) نہایۃ الارب فی فنون الادب، 13/105 (12) قصص الانبیاء للکسائی، ص150 (13) النبوۃ والانبیاء للصابونی، ص256 (14) الاکتفاء بما تضمنہ للکلاعی، 1/42 (15) الانس الجلیل، 1/151 (16) النبوۃ والانبیاء للصابونی، ص256 (17) نہایۃ الارب فی فنون الادب، 13/112۔

روشن ستارے

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اشک باری

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

جانشینِ پیغمبر، وزیر و مُشیرِ رسولِ اکرم، امامُ العادِلین، غَیْظُ المنافقین، خلیفۃُ المسلمین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ پر 26 ذوالحجہ 23ھ کو ایک مجوسی نے فجر کی نماز میں قاتلانہ حملہ کیا، آپ تین دن زخمی حالت میں رہے اور آخر کار جامِ شہادت نوش کر کے پہلی محرّم کو روضۂ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم میں مدفون ہوئے، آپ کی شہادت پر جہاں انسان پُرنَم ہوئے وہیں جنّات بھی روئے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فاروقِ اعظم کی شہادت سے تین دن پہلے جنّوں نے آپ پر رونا شروع کر دیا تھا،[1] فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے پہلو میں نرم دل بھی رکھتے تھے جہاں دوسروں کی آنکھ سے آنسو پوچھتے تھے وہیں اپنی آنکھ میں آنسو بھر لاتے، آیئے! فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اَشک باری کے کچھ واقعات پڑھیے۔

میں کسی اور چیز کا مالک نہیں ایک دیہاتی نے اپنے گھر والوں کے لیے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کپڑے مانگے، فاروقِ اعظم نے فرمایا: اگر میں کپڑے نہ دوں تو کیا ہو گا؟ اس نے کہا: پھر میں ابو حفص (فاروقِ اعظم) کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مجھے لے جاؤ گے تو کیا ہو گا؟ اس نے شعر پڑھا: آپ سے میرے بارے میں ضَرور پوچھا جائے گا اور جس سے کسی کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ وہاں یوں کھڑا ہو گا کہ جنّت کی طرف جائے گا یا جہنّم کی طرف بھیجا جائے گا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ یہ شعر سُن کر روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تَر ہو گئی، پھر غلام سے فرمایا: اس شعر کی وجہ سے نہیں (بلکہ قیامت کے) اس دن کی وجہ سے اس دیہاتی کو میری یہ قمیص دے دو، اللہ کی قسم! (اس وقت) میں کسی اور چیز کا مالک نہیں ہوں۔[2]

دولت کا انبار دیکھ کر آنسو چھلک پڑے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایران کے بادشاہ کسریٰ کا خزانہ لایا گیا تو کسی نے پوچھا: جب تک یہ خزانہ تقسیم نہ ہو جائے کیا (حفاظت کی غرض سے) آپ اسے بیتُ المال میں رکھیں گے؟ فرمایا: خُدا کی قسم! جب تک کوئی حکم جاری نہ کر دوں اس خزانے کو گھر کی چھت پر بھی نہیں رکھوں گا۔ آخر کار فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس خزانے کو مسجد کے درمیان میں رکھ دیا اور رات نگرانی کے لیے کچھ پہرے دار مقرّر کر دیئے، صبح ہوئی اور خزانے کو کھولا گیا تو اس میں سُرخ اور سفید موتی جھلملا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ رونے لگے، عرض کی گئی: اے مسلمانوں کے امیر! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! یہ تو شکر کی گھڑی ہے اور خوشی کا دن ہے۔ فاروقِ اعظم نے فرمایا: ہائے افسوس! یہ مال و دولت جس قوم کو دی جاتی ہے ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا جاتا ہے، پھر اس خزانے کو تقسیم کر دیا۔[3]

دکھ اور خوشی کے آنسو حضرت اُمَیّہ بن اَسْکَر رضی اللہ عنہ (طائف کے) ایک بُزُرگ شاعر اور صحابیِ رسول تھے ان کے ایک بیٹے حضرت کلاب رضی اللہ عنہ تھے جو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کر کے مدینہ آگئے اور کچھ عرصہ وہیں رہے، پھر ایک دن اپنا نام غازیوں میں لکھوا دیا، فاروقِ اعظم رضی اللہ

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

عنہ نے ان سے کچھ معلومات لیں اور انہیں لشکر کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب بیٹے کی غیر موجودگی طول پکڑ گئی تو حضرت اُمیہ رضیَ اللہ عنہ نے کچھ اشعار کہے: ایک شعر کا ترجمہ یہ تھا: تم نے اپنے باپ کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے دونوں ہاتھوں پر رَعشہ طاری ہے... اور اپنی ماں کو یوں چھوڑا کہ وہ اپنے حلق سے پانی بھی نہ اتار پائے۔ جب بیٹے کو کافی دن گزر گئے تو ایک دن (طائف سے چل کر) خود مدینے پہنچ گئے، فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ اس وقت مہاجرین و انصار صحابہ رضیَ اللہ عنہم کے ساتھ مسجد میں جلوہ فرما تھے حضرت اُمیہ وہاں کھڑے ہوگئے اور کچھ اشعار کہے: ایک شعر یہ تھا "اگر غم کی شدّت دل کو پھاڑ دیتی تو پھٹنے کے سبب ضرور میرے دل کی سیاہی پگھل جاتی" اشعار سُن کر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے پھر خط لکھ کر حضرت کلاب رضی اللہُ عنہ کو مدینے بلوالیا، جب وہ مدینے پہنچے تو فاروقِ اعظم نے ان سے پوچھا: تمہارا اپنے والد کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا معاملہ کتنا رہا ہے؟ حضرت کلاب نے عرض کی: میں نے انہیں ترجیح دی اور کاموں میں ان کو بے پرواہ کردیا، جب انہیں دودھ پلانا چاہتا تو ان کی اونٹنیوں میں سے سب سے زیادہ دودھ دینے والی اُونٹنی لیتا، اسے (کھلا پلا کر) موٹا کرتا اس سے کوئی کام کاج نہ لیتا یہاں تک کہ وہ پُرسکون ہو جاتی پھر اس کے کُھروں کو دھوتا اور دودھ نکال کر والد صاحب کو پلاتا۔ پھر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے والد صاحب کو بلوایا، والد صاحب سہارا لے کر چل رہے تھے نگاہ کمزور اور کمر جھک چکی تھی فاروقِ اعظم نے پوچھا: اے ابو کلاب کیسے ہو؟ جواب دیا: جیسا آپ دیکھ رہے ہیں ویسا ہی ہوں، پھر پوچھا: تمہیں کچھ چاہیے؟ عرض کی: میں مرنے سے پہلے کلاب کو دیکھنا چاہتا ہوں اسے سونگھنے اور گلے لگانے کی چاہت ہے۔ یہ سُن کر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی پھر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے حضرت کلاب کو حکم دیا تو وہ اپنے والد کے لیے اونٹنی کا دودھ اسی طرح نکال کر لائے جس طرح وہ پہلے لایا کرتے تھے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے برتن والد صاحب کو دے دیا اور فرمایا: اے ابو کلاب! اسے پی لو، والد صاحب نے جیسے ہی برتن منہ کے قریب کیا تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! اس برتن سے کلاب کے ہاتھوں کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ سُن کر فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ دوبارہ رونے لگے پھر فرمایا: یہ رہا تمہارا بیٹا! ہم اسے تمہارے پاس لے آئے ہیں، والد صاحب فوراً کھڑے ہوئے اور بیٹے کو سینے سے لگالیا اور بوسے لینے لگے، یہ منظر دیکھ کر فاروقِ اعظم اور وہاں موجود لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی پھر فاروقِ اعظم نے حضرت کلاب کو تحفے تحائف دیئے اور والدین کے ساتھ رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے گھر لوٹ جانے کا حکم دیا، حضرت کلاب رضی اللہُ عنہ نے والدین کے اس دنیا سے رُخصت ہونے تک ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔[4]

یادِ مصطفےٰ میں آنسو بہہ نکلے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ظاہری وصال کے بعد ایک مرتبہ فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ یادِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بے قرار ہو کر رونے لگے اور یہ کہنے لگے: یارسولَ اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایک درخت کا تَنا تھا جس سے آپ ٹیک لگا کر لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے جب لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ نے منبر بنالیا تاکہ آپ (اس پر بیٹھ کر) وعظ و نصیحت کر سکیں، تو وہ لکڑی کا تَنا آپ کی جدائی میں آواز سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ تسکین کی خاطر اسی تَنے پر رکھا تو وہ چپ ہوگیا، یہ تَنا لکڑی کا ہو کر آپ کی جدائی میں رو پڑا اور اب آپ اپنی اُمّت سے جدا ہو چکے ہیں آپ کی اُمّت اس تنے سے بھی زیادہ آپ کی شفقت کی حقدار ہے۔[5]

---

(1) اسد الغابہ، 4/185 (2) اسد الغابہ، 4/176 - الجلیس الصالح الکافی لابن طرار، ص304 (3) الزہد لابن المبارک، ص265، رقم: 768 - جامع معمر بن راشد، 10/137 (4) الوافی بالوفیات، 9/224 - معجم البلدان، 1/327 ملخصاً (5) زرقانی علی المواہب، 12/154 - اتحاف السادۃ المتقین، 5/277۔

حضرتِ امام حُسین رضی اللہ عنہ کے 6 عظیم اوصاف

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مَدَنی*

امامِ عالی مَقام حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات انتہائی اعلیٰ اور پاکیزہ تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس ہستی کے زیرِ سایہ پرورش پائی جن کے بارے میں اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(۴)﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: اور بیشک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔[1] آپ رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرح غُرَبا اور فُقَرا سے اُنسیت و محبت رکھتے، ان کی دلجوئی فرماتے اور فخر و تکبر بالکل نہ کرتے تھے۔ عبادات، حقوقُ اللہ و حقوقُ العباد کی رعایت اور دیگر کئی عظیم اوصاف آپ کی ذات میں نمایاں تھے۔ آیئے! ذیل میں 6 عظیم اوصاف ملاحظہ کیجیے:

1 عبادت و ریاضت

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نوافل کی کثرت فرماتے، روزے رکھنا، راہِ خدا میں صدقہ و خیرات کرنا نیز پیدل حج فرمانا اور دیگر امورِ خیر میں حصّہ لینا آپ رضی اللہ عنہ کے وصفِ عبادت میں سے تھا۔ چنانچہ "اُسدُ الغابہ" میں ہے: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ صاحبِ فضل و کمال تھے، کثرت سے روزے رکھتے، بہت زیادہ عبادت و ریاضت کرتے نیز کثرت سے صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے اور ہر طرح کے نیک اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔[2]

ہزار رکعت نوافل:

حضرت امام زینُ العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ دن اور رات میں ہزار رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔[3]

پچیس حج پیدل کیے:

حضرت مُصْعب زبیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیدل کیے۔[4]

عرفہ کے دن روزہ:

ایک مصری شخص حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے پاس عرفہ کے دن آیا اور یومِ عرفہ کے روزہ کے متعلّق پوچھا تو اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو روزے

* ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

کی حالت میں پایا جبکہ حضرت امام حسن رضی اللہُ عنہ کا روزہ نہ تھا۔ امام حسن و حسین رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: دونوں صورتیں درست ہیں۔(یعنی یہ نفلی روزہ ہے۔ رکھنا بھی جائز ہے اور اگر کسی نے نہ رکھا تو گنہگار نہیں)۔[5]

تلاوتِ قراٰن اور نماز سے محبت:

سید الشہداء، حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی قراٰن کریم اور نمازوں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ 9 مُحَرَّمُ الْحرام کو جب یزیدیوں کے ساتھ باہمی صلح کی اُمید ختم ہوگئی تو امامِ عالی مقام، امام حسین رضی اللہُ عنہ نے اپنے بھائی کو فرمایا کہ کسی طرح یہ لڑائی کل تک مؤخر ہو جائے اور آج کی رات ہمیں عبادتِ الٰہی کے لیے مل جائے تو بہتر ہے، آپ رضی اللہُ عنہ نے اپنے بھائی کو ارشاد فرمایا: اگر موقع مل جائے تو آج کی رات نماز، دعا اور اِسْتِغْفَار میں گزاریں کیونکہ مجھے ربِّ کریم کی رضا کے لیے نماز اور تلاوتِ قراٰن سے محبت ہے اور کثرت کے ساتھ دعا اور اِسْتِغْفَار میرا معمول ہے۔[6]

2 عاجزی و انکساری

حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ رضی اللہُ عنہ عالی نسب ہونے کے باوُجود عاجزی و انکساری کے پیکر تھے اور اس قدر عاجزی پسند تھے کہ غریبوں اور مساکین کے ساتھ دستر خوان پر کھانا تناوُل فرمانے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ چنانچہ

حضرت عَمرو رضی اللہُ عنہ روایت فرماتے ہیں: حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی زوجہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ "ہم نے آپ کے لیے لذیذ کھانا اور خوشبو تیّار کی ہے۔ آپ اپنے ہم پلّہ لوگ ساتھ لے کر ہمارے پاس تشریف لے آئیں۔" حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ مسجد میں گئے اور وہاں جو مساکین و سائلین تھے انہیں لے کر گھر تشریف لے آئے۔ ہمسایہ خواتین آپ رضی اللہُ عنہ کی زوجہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: خدا کی قسم! تمہارے گھر تو مساکین جمع ہو گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ اپنی زوجہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہیں اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تم پر ہے کہ تم کھانا اور خوشبو بچا کر نہیں رکھو گی، پھر انہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے مساکین کو کھانا کھلایا، انہیں کپڑے عطا فرمائے اور خوشبو لگائی۔[7]

3 بڑے بھائی کا ادب و احترام

اسلامی اخلاق و آداب کے اعتبار سے بڑے بھائی کا اَدب و احترام چھوٹے بھائیوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح والد صاحب کا اَدب و احترام ضَروری ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضی اللہُ عنہ کا بہت اَدب کرتے تھے چنانچہ ایک آدمی نے حضرت امام حسن رضی اللہُ عنہ سے سوال کیا (یعنی کچھ مانگا) تو انہوں نے اسے 100 دینار عطا فرمائے، پھر اس شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ سے مدد مانگی تو آپ رضی اللہُ عنہ نے پوچھا: بھائی جان نے کیا عطا فرمایا؟ اس نے بتایا: سو دینار۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے بڑے بھائی سے برابری کو ناپسند کرتے ہوئے اسے 99 دینار عطا فرما دیے۔[8]

جنّت میں بھائی سے پہلے نہ جانے کی خواہش:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قَطعِ تعلّق کرے اور صلح میں پہل کرنے والا جنّت میں پہلے داخل ہو گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: مجھے پتا چلا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہما کے درمیان کسی معاملے کی وجہ سے بات چیت بند ہے تو میں نے حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ سے کہا: لوگ آپ دونوں کو اپنا مقتدا سمجھتے ہیں۔ آپ آپس میں قطعِ تعلّق نہ کیجئے، اپنے بھائی کے پاس جا کر ان سے بات چیت کیجئے، کیونکہ آپ اُن سے عمر میں چھوٹے

ہیں۔ اِس پر حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ فرمان نہ سنا ہوتا کہ ”صلح میں پہل کرنے والا جنّت میں بھی پہلے جائے گا“ تو میں ضَرور اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اُن سے پہلے جنّت میں جاؤں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کے یہ مخلصانہ جذبات سُن کر) میں حضرت امام حسن رضی اللہُ عنہ کے پاس گیا اور انہیں سارا واقعہ بتایا تو حضرت امام حسن رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: ”صَدَقَ اَخِیْ یعنی میرے بھائی نے سچ فرمایا“ پھر آپ رضی اللہُ عنہ کھڑے ہوئے اور اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کے پاس آکر ان سے گفتگو فرمائی اور یوں دونوں بھائیوں کے درمیان صلح ہوگئی۔ (9)

4 سخاوت

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ بھی اہلِ بیت کے سخی گھرانے کے چشم وچراغ تھے، اس لیے سخاوت، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا آپ رضی اللہُ عنہ کی خاندانی وراثت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہُ عنہ بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے میں کسی سے پیچھے نہ تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے: حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کا ایک چرواہے کے پاس سے گزر ہوا جو بکریاں چَرا رہا تھا۔ اُس نے ایک بکری آپ رضی اللہُ عنہ کو تحفۃً پیش کی۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا: تم آزاد ہو کہ غلام؟ اس نے عرض کی: حضور! غلام ہوں۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے بکری اسے واپس لوٹا دی اور اس غلام کو بھیڑ بکریوں سمیت خرید کر آزاد کر دیا اور بھیڑ بکریاں اسے تحفے میں دے دیں۔ (10) حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے: اِنَّ خَیْرَ الْمَالِ مَا وَقَی الْعِرْضَ یعنی بہترین مال وہ ہے جو کسی کی عزّت و آبرو محفوظ کرنے کا ذریعہ بن جائے۔ (11)

5 حقوقُ العباد کی فکر

امام شمسُ الدّین محمد ذہبی رحمۃُ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں: ایک انصاری شخص حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کے ساتھ تھا اس نے آپ رضی اللہُ عنہ سے عرض کی: میں مقروض ہوں۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: میرے ساتھ جنگ میں ایسا کوئی بھی شخص شریک نہ ہو جس پر کسی کا قرض ہو۔ (12)

6 علمی ذوق

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ میدانِ علم میں یگانۂ روزگار (بے مثل) تھے۔ آپ نے شہرِ علم جنابِ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور دروازۂ شہرِ علم امیرُ المؤمنین حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے علمِ دین کا بیش بہا خزانہ پایا۔ آپ رضی اللہُ عنہ باقاعدہ مسجدِ نبوی میں حلقے لگایا کرتے تھے چنانچہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہُ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے ایک قریشی سے فرمایا: مسجدِ نبوی میں چلے جاؤ، وہاں ایک حلقے میں لوگ ہمہ تن گوش ہو کر یوں باادب بیٹھے ہوں گے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جان لینا یہی حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ کی مجلس ہے۔ نیز ان کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہوگا اور اس حلقے میں مذاق مسخری نام کی کوئی شے نہ ہوگی۔ (13)

اللہ کریم ہمیں سیرتِ امام حُسین رضی اللہُ عنہ سے وافر حصّہ عطا فرما کر دنیا و آخرت میں امام حُسین کی حَسین غلامی نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ29، القلم: 4 (2) اسد الغابہ، 2/28 (3) عقد الفرید، 3/114 مختصرا (4) سیر اعلام النبلاء، 4/407 (5) الطبقات الکبیر لابن سعد، 6/413 (6) دیکھئے: الکامل فی التاریخ، 3/415 (7) مکارم الاخلاق، ص375، حدیث: 172 (8) عیون الاخبار، 2/158 (9) ذخائر العقبی، ص238 (10) مصنف ابن ابی شیبہ، 11/665، حدیث: 23642 (11) تاریخ ابن عساکر، 14/181 (12) سیر اعلام النبلاء، 4/417- الطبقات الکبیر لابن سعد، 6/437 (13) تاریخ ابن عساکر، 14/179۔

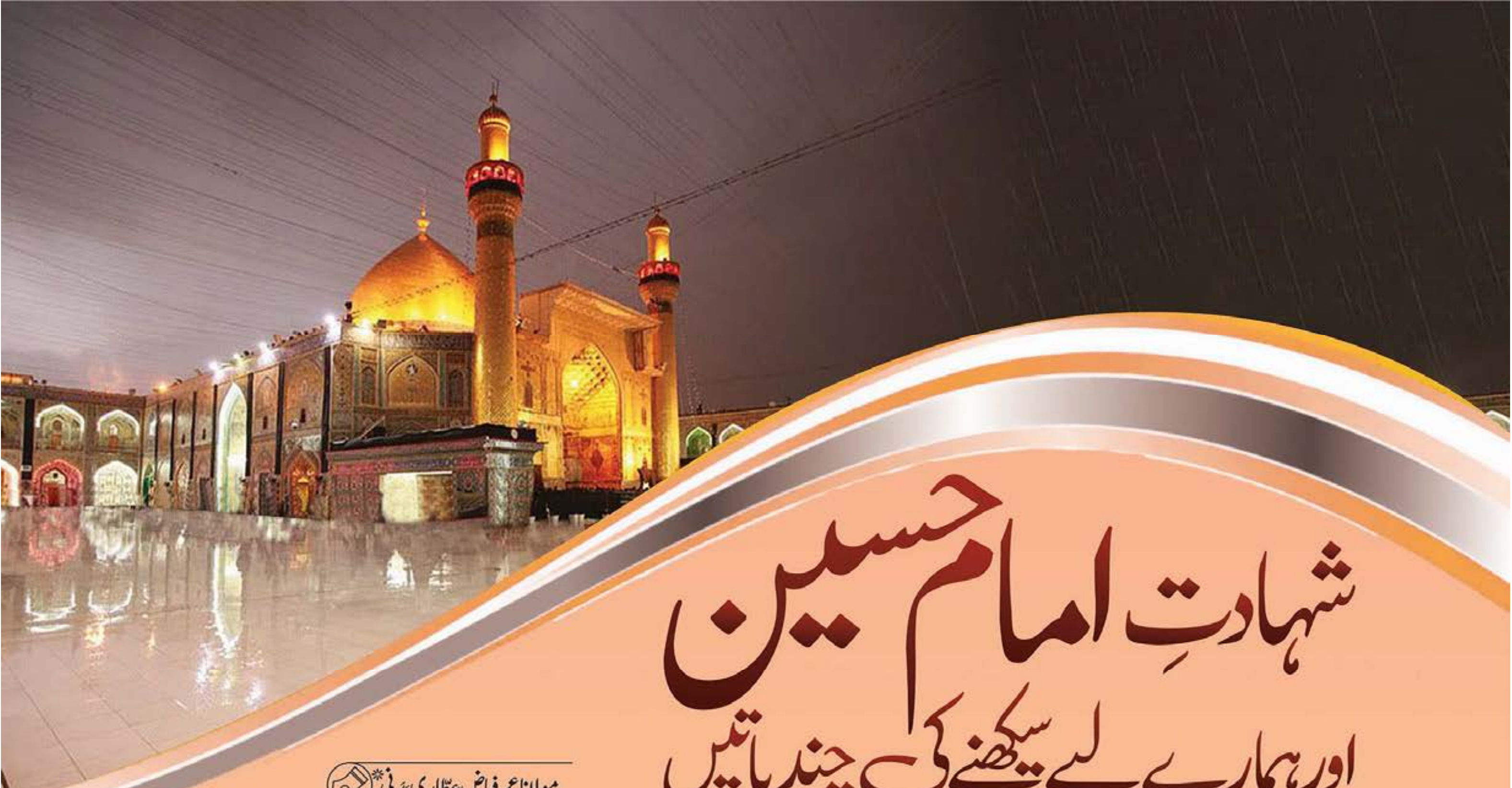

شہادتِ امام حسین
اور ہمارے لیے سیکھنے کی چند باتیں

مولانا عمر فیاض عطاری مدنی*

تاریخِ حق و باطل میں خیر و شر کے لاکھوں مَعرکے بَرپا ہوئے، ہزاروں شہادتیں ہوئیں، بالخصوص اِسلام کا اَوَّلین دور لاتعداد عظیم شہادتوں سے لبریز ہے۔ تاہم یہ حقیقت اَظہر من الشمس ہے کہ آج تک کسی اور شہادت کو اس قدر شہرت، قبولیت اور ہمہ گیر تذکرہ نصیب نہیں ہو سکا جتنا حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ہوا ہے۔ قریب قریب چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود بھی اِس کی شہرت میں آج تک کمی نہیں ہوئی، یہ پھیلتا ہی جا رہا ہے یہاں تک کہ حُسینیت ہر طبقے میں حق اور یزیدیت ہر طبقے میں فتنہ و فساد کے اِستعارے کے طور پر معروف ہو گیا ہے۔

شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ صرف ایک جنگی واقعہ نہیں بلکہ ہمارے سیکھنے کے لیے بہت سارے اسباق کا مجموعہ ہے۔ ہم آج کے اِس آرٹیکل میں اُنہی اسباق میں سے چند کا جائزہ لیتے ہیں:

اللہ کی رضا پر راضی رہنا

آپ نے اکثر پڑھا اور سُنا ہوگا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہوتے ہی آپ کی شہادت کی خبر بھی مشہور ہو چکی تھی۔ حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے جبریل نے خبر دی کہ میرے بعد میرا بیٹا حسین "زمینِ طف" (کربلا) میں قتل کیا جائے گا اور جبریل میرے پاس مٹی لائے اور عرض کیا کہ یہ حسین کے مَقْتَل (شہید ہونے کی جگہ) کی مٹی ہے۔

(معجم کبیر، 3/107، حدیث:2814)

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا چرچا تو اُن کے بچپن سے ہی تھا لیکن اِس کے باوجود کبھی بھی آپ نے یہ نہیں پڑھا سُنا ہوگا کہ اُنہوں نے شہادت اور واقعۂ کربلا کے ٹَل جانے کی دعا کی ہو، امام پاک جانتے تھے کہ مجھے کربلا میں شہید کیا جائے گا مگر آپ اللہ پاک کی رضا پر ہمیشہ راضی رہے۔ اگر دیکھا جائے تو اللہ کی رضا پر راضی رہنا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو وراثت میں ملا تھا کہ آپ کے بڑوں نے ہمیشہ رضائے مولیٰ کے آگے سرِ تسلیم خَم کیا ہے۔ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے اپنے اس نونہال کو زمینِ کربلا میں خون بہانے کے لیے اپنا خونِ جگر پلایا، حضرتِ مولیٰ علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے لختِ جگر کو خاکِ کربلا میں

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ،
ذمہ دار شعبہ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز"، کراچی

لُوٹنے اور قربانیاں دینے کے لیے سینے سے لگا کر پالا، جانِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میدانِ کربلا میں مردانہ وار جان نذر کرنے کے لیے امامِ پاک کو اپنی آغوشِ رحمت میں تربیت دی۔ کسی نے بھی یہ دعا نہیں کی کہ یا اللہ! یہ کربلا والا معاملہ نہ ہو، اِس کو ٹال دے، بلکہ یہ سب ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے ہم بھی ہمیشہ اللہ پاک کی رضا پر راضی رہیں۔

اِستقامت وحق کا مظاہرہ

جب یزید تختِ سلطنت پر بیٹھا تو اس نے حضرتِ امام حسین رضی اللہُ عنہ کی طرف بھی قاصد بھجوایا اور کہلوایا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرلیں لیکن امامِ پاک اُس کے فسق اور فجور کو اچھی طرح جانتے تھے اس لیے آپ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی۔ نواسۂ رسول جانتے تھے کہ اگر میں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو یہ میرا بہت احترام کرے گا اور مجھے ہر طرح کی آسائش مُیَسّر ہوگی جبکہ بیعت نہ کرنے کی صورت میں یہ مجھے تکلیفیں پہنچائے گا۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی امامِ پاک نے حق کا ساتھ دیا، آپ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ اگر میں نے بیعت کرلی تو اسلام کا نظام دَرہم بَرہم ہوجائے گا اور دِین میں فساد پیدا ہوجائے گا، یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے میری بیعت سند ہوجائے گی اور شریعتِ اسلامیہ ومِلّتِ حنفیہ کا نقشہ مِٹ جائے گا لہٰذا آپ نے استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یزید کو نااہل قرار دیا اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بجائے مدینے سے ہجرت کرکے مکے میں رہائش اختیار کرلی۔ اِس سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ ہمیں بھی اپنی ذات، عیش و آرام اور سہولیات پر ہمیشہ دین کو ہی ترجیح دینی چاہیے۔

کٹھن حالات میں صبر وتحمل

آپ جانتے ہیں کہ امامِ پاک اور آپ کے تمام ساتھیوں پر یزیدیوں نے پانی بند کردیا تھا، چھوٹے چھوٹے بچّے پیاس سے بِلک رہے تھے۔ تین دن کی پیاس ہے، جنگ مُسلّط کردی گئی ہے، بچے شہید ہورہے ہیں، اس کے باوجود گلشنِ رسالت کے پھول صبر و تحمُّل کا جو مظاہرہ کررہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ حالات چاہے کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں، کتنی ہی آزمائشیں کیوں نہ ہوں، ہمیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

حالتِ جنگ میں بھی نماز نہ چھوڑنا

امامِ عالی مقام کو نمازوں سے بڑی محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ جنگ کے میدان میں بھی نمازیں نہیں چھوڑی جارہیں، پانی نہیں ہے تو تیمم کرکے نمازیں ادا کررہے ہیں بلکہ امامِ عالی مقام نے اپنے آخری وقت بھی سجدہ کیا تھا، اندازہ لگائیں کہ دُشمن چاروں طرف سے تلواریں چمکا رہے تھے مگر امامِ حسین اللہ پاک کے حضور سجدے میں جھکے ہوئے تھے اور نمازیں پڑھ رہے تھے۔ اس سے ہمیں نمازوں کی پابندی کا درس ملتا ہے۔

کشیدہ حالات میں بھی اہلِ بیت کی خواتین کا پردہ کرنا

عام حالات میں بھی اور خوشی وغمی کے موقع پر بھی خواتین کو ہمیشہ شرعی اصولوں کے مطابق پردہ کرنا چاہیے۔ آپ خاندانِ نبوت کی خواتین کو دیکھ لیں کہ کربلا میں کتنی ہی پریشانیاں ایک ساتھ اُن پر آن پڑیں، شہر سے دور ہونا، کئی دن کے سفر کا معاملہ، جنگ کا مسلط کردیا جانا، ننھے بچوں اور جوانوں کا شہید ہونا، پانی بند ہوجانا، بھوک اور پیاس کی شدت، امام زین العابدین رضی اللہُ عنہ کا بیمار ہونا، سب سے بڑھ کر امامِ حسین رضی اللہُ عنہ کا شہید ہوجانا، آپ کی شہادت کے بعد پاک بیبیوں کا اسیر ہوجانا اور شُہَدا کے سروں اور اسیرانِ کربلا کو یزید کے پاس دِمشق بھجوایا جانا۔ اتنی آزمائشوں کے باوجود بھی اِن پاک بیبیوں نے پردہ نہیں چھوڑا اور رہتی دنیا تک خواتین کو یہ پیغام دے دیا کہ کسی بھی حالت میں پردہ اور شرعی احکامات پر عمل کرنا نہیں چھوڑنا۔

حضرت سہل بن اَبی حَثمہ رضی اللہ عنہما

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

کم عمری میں جن بچّوں کو اللہ پاک کے آخِری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے صحابی ہونے کا شَرَف حاصل ہوا اُن میں حضرت سہل بن اَبی حَثْمَہ رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، آیئے! ان کے بارے میں پڑھ کر اپنے دِلوں کو محبّتِ صحابۂ کرام سے روشن کرتے ہیں:

مختصر تعارُف: آپ حضرت اَبی حَثْمَہ اور اُمُّ الرَّبیع کے بیٹے ہیں،(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، 2/442) آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت 3ہجری میں مدینۂ منوّرہ میں ہوئی،(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/222) حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہ عنہ تقریباً 8 سال کے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،2/222)

تعدادِ روایات: آپ رضی اللہ عنہ سے 25 احادیث مروی ہیں۔(تہذیب الاسماء واللغات، 1/227)

خیبر کی تقسیم: ایک روایت میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے خیبر کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا: نصف حصّہ اپنے کاموں اور حاجات کیلئے رکھا اور نصف حصّہ مسلمانوں کے درمیان 18 حصّے کرکے تقسیم فرمایا۔

(ابو داؤد، 3/215، حدیث:3010)

وصال: آپ رضی اللہ عنہ نے 47 سال کی عمر میں سن 50 ہجری کے آغاز میں مدینۂ منوّرہ میں وفات پائی۔

(الوافی بالوفیات، 16/7- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،2/222)

اللہ پاک کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

تحریری مقابلہ کے لیے موصول مضامین کے مؤلفین

رائیونڈ: عبدالحنان، عبدالمجید عطّاری، محمد حامد رضا۔ **سیالکوٹ:** محمد اویس تبسم، امیر حمزہ، احتشام علی عطاری۔ **لاہور:** احمد رضا عطاری، حافظ محمد عمر نقشبندی، عبداللہ عطّاری، محمد جمیل، محمد محسن علی، توصیف رضا، رضوان مقبول قادری، سید نگاہ علی کاظمی، علی رضا۔ **متفرق شہر:** محمد عبد المبین عطاری (ضلع ننکانہ)، فخر ایوب (سرگودھا)، محمد فیضان علی عطاری (فیصل آباد)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے اکتوبر 2025ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے (مقابلہ نمبر:66)

01 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا مثالوں سے تربیت فرمانا
02 میزان کا قرآنی بیان
03 جانوروں کے حقوق

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے (مقابلہ نمبر:39)

01 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی فاروقِ اعظم سے محبت
02 افواہوں پر کان نہ دھریں
03 یتیموں سے بد سلوکی

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ:20 جولائی 2025ء

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 105 کا مختصر ذکر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ محرمُ الحرام 1439ھ تا 1446ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے جنگِ قادسیہ: جنگِ قادسیہ امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے دورِ خلافت میں مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کی کمانڈ میں محرم 14ھ کو ہوئی۔ اس میں مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ ایرانی فوج کا سردار رستم مارا گیا، اس سے مسلمانوں نے سلطنتِ ایران کا کافی حصہ فتح کرلیا، چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے جنہیں وادی مُشَرِّق (قادسیہ) میں دفن کیا گیا، حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے شرکائے قادسیہ کے بارے میں فرمایا: عرب کے ممتاز اور قابلِ فخر وہ لوگ ہیں جنہوں نے خطرات کا مقابلہ کیا، وہ بہادر قادسیہ والے ہیں۔[1]

1 حضرت اَرْطاۃ بن کعب نَخْعِی رضی اللہُ عنہ حسین و جمیل، صاحبِ فصاحت و بلاغت، قبیلہ نَخْع کے امیر اور جلیلُ القدر صحابی ہیں۔ یہ اپنے بھائی حضرت زید بن کعب نخعی رضی اللہُ عنہ کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوکر مسلمان ہوئے، نبیِ پاک صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں برکت کی دعا دی، ان کے لیے تحریر لکھوائی اور جھنڈا عطا فرمایا، یہ اس جھنڈے کو لیے جنگِ قادسیہ (محرم 14ھ) میں اپنے دونوں بھائیوں حضرت زید و حضرت قَیس اور قبیلے کے دیگر افراد کے ساتھ شریک ہوئے۔ تینوں بھائیوں نے یکے بعد دیگرے جامِ شہادت نوش فرمایا مگر جھنڈے کو گرنے نہ دیا۔[2]

مزار حضرت مولانا خواجہ احمد میروی چشتی رحمۃُ اللہِ علیہ

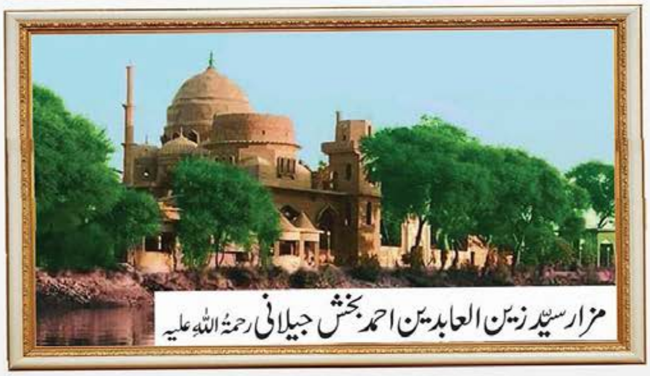

مزار سیّد زین العابدین احمد بخش جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام

2 امام ابوسفیان وکیع بن جرّاح رحمۃُ اللہِ علیہ امامُ المسلمین، محدثِ عراق، مفتیِ زمانہ اور صاحبِ تصنیف تھے، ان کی پیدائش 129ھ اور وفات محرم الحرام 197ھ میں ہوئی۔ آپ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے، آپ کی کتاب مصنف وکیع بن جراح محدثین میں معروف ہے۔[3]

3 اسد السنۃ امام ابوسعید اسد بن موسیٰ اموی قرشی مصری رحمۃُ اللہِ علیہ دوسری اور تیسری سن ہجری کے محدث ہیں۔ ان کی پیدائش 132ھ کو بصرہ یا مصر میں ہوئی اور وصال محرم 212ھ کو مصر میں فرمایا۔ یہ ثقہ راوی حدیث، مُصَنِّف اور محدثین کے ہاں مقبول ہیں۔ آپ نے احادیثِ مبارکہ کا ایک مجموعہ تیار کیا، جو مسند اسد السنۃ کے نام سے شہرت رکھتا ہے، اس کے علاوہ آپ کی تصنیف کتاب الزہد بھی ہے۔[4]

4 امام ابویحییٰ عثمان بن صالح سَہْمِی قرشی مصری رحمۃُ اللہ

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)
ونگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

علیہ کی پیدائش 144ھ کو مصر میں ہوئی اور یہیں محرم 219ھ میں وصال فرمایا۔ یہ امام مالک بن انس اور امام لَیث بن سعد کے شاگرد اور امام بخاری جیسے محدثین کے استاذ ہیں۔ نیکی اور تقویٰ میں شہرت رکھتے تھے۔ (5)

5 شیخ الازہر علامہ محمد شنوانی ازہری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش شَنَوان (صوبہ منوفیہ) مصر میں ہوئی اور 24 محرم 1233ھ کو وصال فرمایا، تدفین تربۃ المجاورین، قاہرہ میں کی گئی۔ آپ شیخ و فاضل جامعۃ الازہر قاہرہ، متبحر عالمِ دین، محدث، مفسر، فقیہ، نحوی اور معقولی تھے۔ تصانیف میں الجواہر السنیۃ بمولد خیر البریۃ، ثبت الشنوانی اور حاشیۃ علی مختصر البخاری لابن ابی جمرہ شامل ہیں۔ (6)

6 شیخ احمد بن عبد الرحمٰن کزبری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد صاحب کی طرح محدثِ کبیر، جید عالمِ دین اور مرجعِ خاص وعام تھے۔ بڑے بھائی شیخ عبد اللہ کزبری کے بعد مسجد اموی دمشق میں مسند تدریس کو سنبھالا اور زندگی بھر یہ خدمت سر انجام دیتے رہے۔ ان کی پیدائش 1236ھ اور وصال 21 محرم 1299ھ میں ہوا۔ (7)

7 شیخ عبد القادر بن محمد ابن سودہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش رجب 1301ھ اور یومِ وصال 12 محرم 1389ھ میں ہوا۔ یہ فاس (مراکش) کے مالکی عالمِ دین، محدث و مدرس، سیاح و معمر، شاعر و استاذ فقہ وحدیث اور مصنف کتب ہیں۔ دس سے زائد کتب میں الرحلۃ الکبریٰ اور الفیوضات الوہبیۃ فی مولد خیر البریۃ اہم ہیں۔ عالم شہیر شیخ عبد السلام ابن سودہ آپ کے صاحبزادے ہیں۔ 1329ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو امام احمد رضا کی مشہور کتاب الدولۃ المکیہ پر تقریظ قلمبند فرمائی۔ (8)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

8 بانی خانقاہ میرا شریف حضرت مولانا خواجہ احمد میروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1252ھ کوہِ سلیمان، بلوچستان میں ہوئی اور 5 محرم 1330ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، خواجہ سلیمان تونسوی کے مرید اور خواجہ اللہ بخش تونسوی کے خلیفہ ہیں۔ خانقاہ و جامعہ اکبریہ میانوالی، خانقاہ بسالوی (تحصیل جنڈ) اٹک، خانقاہ چھبر شریف (تحصیل سوہاوہ) جہلم، خانقاہ بیربل شریف، سرگودھا آپ کے فیضان سے مالامال ہوئیں۔ (9)

9 حضرت پیر مہتاب شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش موضع وعولہ (تحصیل چوآسیدن شاہ) ضلع چکوال کے پیر قریشی گھرانے میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، خواجہ ابوالخیر دہلوی کے مرید وخلیفہ، اچھے خطیب اور شاعر تھے، وعولہ میں حفظِ قراٰن کا مدرسہ قائم کیا جس سے کئی حفاظ بنے، آپ کا وصال 2 محرم 1375ھ کو ہوا، تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی۔ (10)

10 نور المشائخ خواجہ فضل عمر خان مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1302ھ کو کابل میں ہوئی اور 24 محرم 1376ھ کو وصال فرمایا، تدفین خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد میں کی گئی۔ آپ جید عالمِ دین، مشہور شیخِ طریقت، بانی مدرسہ نور المدارس غزنی، مجاہد فی سبیل اللہ، کثیر الفیض تھے۔ آپ کے ہزاروں مرید اور سینکڑوں خلفا تھے۔ (11)

11 شیخ طریقت پیر سیّد زین العابدین احمد بخش جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش درگاہ نورائی شریف نزد حیدرآباد سندھ میں ہوئی اور 12 محرم 1393ھ کو وصال فرمایا۔ آپ سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت، چودہ زبانوں کے شاعر اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ (12)

---

(1) دیکھیے: تاریخ طبری، 3/176، 186-8/233، 290 (2) دیکھیے: اسد الغابہ، 1/93-الاصابہ، 1/195 (3) التاریخ الکبیر للبخاری، 8/66، 67-العبر فی خبر من غبر، 1/253- طبقات الحفاظ، ص133 (4) تذکرۃ الحفاظ، 1/294 (5) المعجم المشتمل، ص185-تہذیب التہذیب، 5/486 (6) حلیۃ البشر، 3/1270، 1271-اعلام للزرکلی، 6/297 (7) حلیۃ البشر، 1/166، 167 (8) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، ص333 (9) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص88 (10) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص125، 126 (11) تذکرہ مشائخ مجددیہ افغانستان، ص176 تا 183 (12) تذکرہ اولیائے سندھ، ص159 تا 163۔

بیتُ النّبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا حامد سراج عطاری مدنی*

شہرِ مکّہ مسلمانوں کی عقیدتوں کا محور ہے۔ پانچوں وقت اسی میں واقع بیتُ اللہ کی طرف منہ کرکے سجدے کئے جاتے ہیں، اس کے ساتھ اور کئی گوناگوں نسبتیں اس کی اہمیّت کو دو چند کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جلوہ گری اسی شہر میں ہوئی۔ وہ جگہ جہاں کونین کے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی یقیناً عاشقوں کے لیے رحمتوں کا نگینہ اور برکتوں کا خزینہ ہے۔ علّامہ اسماعیل نبہانی رحمۃُ اللہ علیہ نے بالکل ٹھیک بات ذکر فرمائی ہے کہ کعبۃُ اللہ کے بعد اہلِ اسلام کے لیے سب سے زیادہ فضیلت اور اہمیّت کا مقام ولادت گاہِ مصطفےٰ ہے۔[1]

ولادت گاہِ مصطفےٰ پہلے دَور میں ولادتِ گاہِ مصطفےٰ معروف و مقبول زیارت گاہ تھی۔ مشہور سیاح حضرت ابنِ جبیر رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ جگہ جہاں ولادتِ مبارکہ ہوئی تھی تقریباً تین بالشت کا چھوٹے حوض جیسا چبوترہ ہے اور اس کے درمیان سبز رنگ کا دو تہائی بالشت برابر سنگِ مَرمَر کا ایک ٹکڑا ہے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہے اور اس چاندی سمیت اس کی لمبائی ایک بالشت ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جو زمین پر پیدا ہونے والی سب سے افضل ذات کی ولادت گاہ بنی اور سب سے اشرف اور پاکیزہ نسل والی ذات سے مَس ہوئی۔ اور ہم نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت گاہ سے برکتیں لے کر نفع حاصل کیا۔[2]

مکان کا محلِ وقوع موجودہ دَور میں یہ مکانِ عالیشان کوہِ صفا سے تقریباً آدھا کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اب یہاں ایک لائبریری قائم ہے۔ بیسوی صدی میں مکانِ عالیشان کی جگہ ایک پبلک لائبریری بنام "مکتبۃ مکۃ المکرمۃ" تعمیر کی گئی۔ یہ لائبریری بیتُ اللہ شریف کی جنوب مشرقی جانب بابُ السلام سے کوئی 300 گز کے فاصلے پر واقع ہے۔ اَصلاً یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت عبدُ اللہ بن عبدالمطلب کی ملکیت وہ مکان تھا جس میں اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کے ساتھ ہی زمین نے آپ کے جسم کے بوسے لینے کا شرف پایا۔[3] یہ سارا علاقہ شعبِ بنی ہاشم کہلاتا تھا کہ بنو ہاشم نے مسجدِ حرام کی قربت کے سبب یہاں رہائش اختیار کی تھی۔

مکان کی ملکیت پہلے یہ مکان حضرت عبدالمطلب کی ملکیت میں تھا، انہوں نے اپنے بچّوں میں تقسیم کردیا تو حضرت عبدُاللہ رضی اللہ عنہ کا حصّہ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ملا۔ جب آپ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو حضرت عقیل بن ابی طالب نے اس کو اپنے تحت کرلیا۔[4] پھر یہ مکان ان کی اولاد میں رہا اور ان سے ایک لاکھ دینار کے عوض حجاج کے بھائی محمد بن یوسف نے خرید لیا۔ اس نے اسے اپنے ذاتی مکان کا حصّہ بنایا اور اس کا نام **"البیضاء"** رکھ دیا۔[5] بعد میں یہی گھر **"بیتِ ابو یوسف"** کے نام سے بھی مشہور ہوا۔

مکان کو حاصل نسبتیں یہی وہ مکان ہے جہاں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اعلانِ نبوّت فرمایا، یہی وہ مکان ہے جہاں کئی سالوں تک آپ پر وحی و الہام کے نور کی رِم جِھم ہوتی رہی۔ یہی وہ مکان ہے جہاں آپ کو جاں نثار رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ کی رفاقت میسر آئی اور وہ تادمِ وفات سکونت پذیر رہیں۔ یہی وہ مکان ہے جہاں حضرت ابراہیم کے ماسوا آپ کی سب اولادِ امجاد کی ولادت ہوئی۔ اسی گھر سے آپ نے سفرِ ہجرت کا آغاز فرمایا اور یہی وہ گھر ہے جہاں ہجرت کی رات آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سورۂ یٰسین کی آیات تلاوت کرتے ہوئے کفار کے سروں پر مٹی ڈال کر کاشانۂ اقدس سے تشریف لے گئے۔[6] اللہ کریم ہم سب کو بھی اس مقدّس مقام کی بار بار زیارت نصیب فرمائے۔ اٰمین

---

(1) جواہر البحار، 3/428 (2) تذکرۃ بالاخبار عن اتفاقات الاسفار، ص 87، 127 ملتقطاً
(3) جامع الآثار، 2/751 (4) ارشاد الساری، 3/154 (5) جامع الآثار، 2/751
(6) اخبار مکہ للفاکہی، 3/384- سیرۃ ابن ہشام، ص 193۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ ذمہ دار شعبہ سیرتِ مصطفےٰ المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

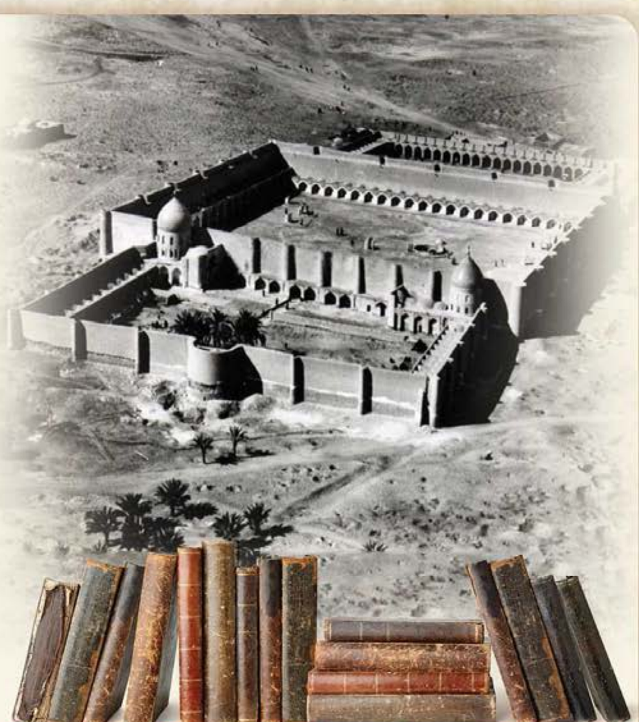

کوفہ کی تاریخی اور علمی حیثیت

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

کوفہ ایک قدیم اسلامی شہر ہے جو عراق میں دریائے فُرات کے کنارے واقع ہے۔ جنگِ قادسیہ کے بعد مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ کا حکم پا کر عربوں نے ایک مضبوط اور دِفاعی اعتبار سے مُستحکم چھاؤنی تعمیر کی تاکہ نئے فتح ہونے والے صوبوں کے انتظامی معاملات کو درست رکھا جاسکے۔ پھر اس کو ”الکوفہ“ کا نام دیا گیا۔[1]

کوفہ کی آبادکاری ”فتوحُ البلدان“ میں ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ کو خط کے ذریعے حکم دیا کہ مسلمانوں کی ہجرت کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کرو جہاں میرے اور ان کے درمیان نہر حائل نہ ہو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ ”اَلْاَنْبار“ آئے اور اس کو منتخب کرنے کا اِرادہ کیا لیکن یہاں مکھیوں کی کثرت تھی جس کی وجہ سے انہیں دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا، لیکن وہ دوسری جگہ بھی اچھی نہ تھی، آخر کار وہ سرزمینِ کوفہ پہنچے اور وہاں شہر کی حد بندی کی، گھر بنانے کے لئے لوگوں کو زمینیں دیں اور مسجد کی تعمیر کی۔ یہ واقعہ 17 ہجری کا ہے۔[2] علّامہ ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ نے لکھاہے کہ حضرت سعد رضی اللہُ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ کو ایسی زمین کے بارے میں بتاتا ہوں جو مچھروں اور پسوؤں وغیرہ سے پاک وصاف ہے اور جنگل سے الگ تھلگ ہے۔ چنانچہ اس نے اس جگہ کے بارے میں بتایا جہاں آج کوفہ آباد ہے۔[3]

وجہ تسمیہ کوفہ سرخ ریت اور کنکر والی زمین کو کہتے ہیں، کوفہ کی زمین بھی ریتلی اور کنکریلی تھی اس لئے اس کو کوفہ کہا جانے لگا۔[4]

کوفہ کے لئے بَرَکت کی دُعا جب مسلمانوں کے لئے کوفہ بطورِ رہائش منتخب ہوگیا تو یہ جگہ حضرت سلمان اور حضرت حذیفہ رضی اللہُ عنہما کو بہت پسند آئی جس پر انہوں نے نَماز پڑھی اور اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کی: اے آسمان اور اس کے سائے میں بسنے والوں کے رب، اے زمین اور اس پر بسنے والوں کے رب، اے ہوا اور اس میں اڑنے والوں کے رب، اے ثابت اور گرنے والے ستاروں کے رب، اے سمندر اور اس میں چلنے والوں کے رب، اے شیطانوں اور ان سے گمراہ ہونے والوں کے رب، اے غاروں اور ان میں پوشیدہ ہونے والوں کے رب اس کوفہ میں ہمارے لئے بَرَکت عطا فرما اور اسے پناہ گاہ بنادے۔[5]

کوفہ کی علمی حیثیت یوں تو کوفہ کی عِلْمی حیثیت عیاں ہے کہ وہاں علم و فضل کے بڑے بڑے ستاروں نے روشنیاں بکھیری ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابنِ سعد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کوفہ میں تین سو اَصحابُ الشَّجرہ (اصحابِ بیعت الرضوان) اور ستر اہلِ بدر تشریف لائے۔[6] ساتھ ہی یہ بھی قابلِ غور ہے کہ وہ دو عظیم ہستیاں جن کے پاس جمیع اصحابِ رسول کا علم جمع تھا وہ دونوں بھی کوفہ ہی میں تھے۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

حضرت مَسْروق رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اَصحابِ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سونگھا (یعنی علمی اعتبار سے بغور دیکھا) تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے علم کو ان چھ یعنی حضرت علی، حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید، حضرت ابو دَرداء اور حضرت اُبی بن کَعْب رضی اللہ عنہم میں پایا۔ پھر ان چھ کو سونگھا تو ان کے علم کو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما میں پایا۔[7]

علم و کمال کے یہ دونوں جبلِ عظیم یعنی مولا علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کوفہ میں ہی تھے۔

مولا علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ نے کوفہ کو دار الخلافہ اختیار فرمایا اور یہیں سکونت فرمائی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے کوفہ روانہ فرمادیا تھا۔

عبد اللہ بن مسعود سے علم حاصل کرنے کی تاکید: حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو کوفہ روانہ فرمایا تو وہاں کے رہنے والوں کے نام خط لکھا: بے شک میں نے عمّار بن یاسر کو امیر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلّم اور وزیر بنا کر تمہاری جانب بھیجا ہے۔ سُن رکھو کہ یہ دونوں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَصحاب میں سے شریف ترین اور ذی عزّت ہیں، اہلِ بدر میں سے ہیں۔ میں نے عبد اللہ بن مسعود کو بیتُ المال کا نگران بنایا ہے، تو ان دونوں سے علم حاصل کرو اور ان دونوں کی اِطاعت کرو۔ بِلاشُبہ عبد اللہ بن مسعود کو (تمہارے پاس بھیج کر) میں نے تمہیں خود پر ترجیح دی ہے۔[8]

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی ہدایت پر 20 ہجری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ کوفہ پہنچے اور اُسے اپنے علم و عرفان اور فضل و کمال کے اَنوار سے جگمگادیا۔ مسلسل دس سال تک لوگوں کو علمِ دین کے زیور سے آراستہ کرکے ان کے ظاہر کو سنوارتے رہے، ان سے جہالت کو دور کرکے ان کے باطن کو نکھارتے رہے، لوگوں کو اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول پر ابھارتے رہے۔ اس مدت میں آپ رضی اللہ عنہ سے اِکتسابِ علم کرنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی۔[9]

کوفہ میں قیام فرمانے والی ہستیاں حضرت مولیٰ علی رضی اللہُ عنہ نے کوفہ میں قِیام فرمایا اور کوفہ میں ہی 21 رَمضانُ المبارک 40ھ کو شہادت پائی۔[10]

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہُ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ کے دَورِ خلافت میں 21 مہینے تک کوفہ کی گورنری کے فرائض سرانجام دیئے۔[11]

حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہُ عنہ کو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کے زمانۂ خلافت میں آپ کچھ عرصے تک اسی عہدے پر برقرار رہے۔ سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہُ عنہ نے اپنے دَورِ حکومت میں دوبارہ کُوفہ کی گورنری پر فائز کردیا۔ یوں نو سال تک کوفہ میں رہے۔[12]

حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشْعَری رضی اللہُ عنہ کو حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں کوفہ کی گورنری عطا فرمائی۔[13]

حضرت جَرِیر بن عبد اللہ بَجَلی رضی اللہُ عنہ 17 ہجری میں کُوفہ کی آبادکاری کے بعد وہاں تشریف لے گئے اور ایک لمبے عرصے تک وہیں رونق اَفروز رہے۔[14]

حضرت خَبّاب بن اَرت رضی اللہُ عنہ بھی کوفہ میں رہے، جب آپ کوفہ تشریف لائے تو اس وقت لوگ اپنے مُردوں کو گھروں کے صحن یا دروازے کے پاس دفن کرتے تھے۔ آپ نے اس روایت کو یوں ختم کیا کہ اپنے بیٹے کو وصیت کی: تم مجھے کوفہ سے باہر میدان میں دفن کرنا، آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا تو دیکھا دیکھی دیگر لوگ بھی اپنے مرحومین کو میدان میں دفنانے لگے۔[15]

حضرت نُعمان بن بشیر رضی اللہُ عنہما کوفہ میں 9 مہینے تک گورنری کے عُہدے پر فائز رہے۔[16]

حضرت حُذیفہ بن یَمان رضی اللہُ عنہ نے بھی کوفہ میں قِیام

فرمایا۔[17]

کوفہ اور کربلا کا تعلّق کوفہ اور کربلا کے درمیان تقریباً 75 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ کربلا نامی مقام پر پہلے صحرا تھا لیکن اب یہ ملکِ عراق کا مشہور شہر ہے۔ 61 ہجری میں امامِ حسین اور آپ کے رُفقاء رضی اللہ عنہم کی شہادت کا واقعہ کربلا میں ہی پیش آیا۔ کوفہ اور کربلا کا آپس میں گہرا تعلّق ہے، وہ یوں کہ جب یزید تخت نشین ہوا اور حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کیا تو اہلِ کوفہ نے ہی خطوط بھیجے تھے جن میں کوفہ آنے پر زور دیا گیا تھا اور مدد کی یقین دہانی کروائی تھی، مگر جب امام حسین رضی اللہ عنہ پہنچے تو اہلِ کوفہ نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ یزیدی فوج نے امامِ حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو کربلا میں محصور کر دیا، اور 10 محرم 61 ہجری کو سانحۂ کربلا پیش آیا۔

کوفہ کے مقدّس مقامات **مزار حضرت امام مُسلم بن عَقیل رضی اللہ عنہ:** جامع کوفہ کے مرکزی دروازے کی دائیں جانب ایک سنہری گنبد کے نیچے محافظِ اسلام، سفیرِ امام حسین حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ہے۔[18]

مزار حضرت ہانی بن عُرْوَہ رضی اللہ عنہ: جامع مسجد کوفہ المعروف مسجد انبیاء کے صحن کی مشرقی دیوار کے ساتھ جہاں سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں اس کے متصل ہی حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کا مزارِ اقدس ہے۔[19]

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا گھر مبارک بھی کوفہ کے مقدّس مقامات میں سے ہے اور یہ جامع کوفہ کے بالکل قریب ہے۔

مسجد کوفہ: یہ کوفہ کی سب سے قدیم اور مشہور مسجد ہے، جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

کوفہ کے عظیم محدثین کوفہ میں کئی بڑے محدِّثین پیدا ہوئے، ان میں سے چند کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے:

حضرت حارث بن اَلْاَعْوَر رحمۃ اللہ علیہ: یہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ ہیں، کوفہ میں وفات پائی۔[20]

حضرت اَحْنَف بن قَیس رحمۃ اللہ علیہ: ان کا نام ضحّاک ہے، انہوں نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا زمانہ پایا تھا لیکن حاضری کا شرف نہ مل سکا۔ ان کی وفات 72 ہجری کو کوفہ میں ہوئی۔[21]

حضرت امام اَعْمَش رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا شُمار بھی محدِّثینِ کوفہ میں ہوتا ہے۔ ان کے متعلّق حضرت ابنِ عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اعمش کتابُ اللہ کے بڑے قاری، احادیث کے بڑے حافِظ اور علمِ فرائض کے ماہر تھے۔[22]

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام شُعْبَہ، ابنِ عیینہ اور یحییٰ بن مَعِین رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کو "اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث" کا لقب دیا۔[23] آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا میں اپنے والد اور "کوفہ" کے مشہور شیوخِ حدیث بالخصوص امام اَعمش اور ابو اسحٰق سبیعی رحمۃ اللہ علیہم سے حدیث و فقہ کا درس لیا۔[24]

حضرت امام ابو اسحاق السَّبِیعی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا نام عمرو بن عبد اللہ ہمدانی ہے، یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس دن ضحّاک بن قَیس کوفہ میں داخل ہوئے اسی دن امام ابو اِسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔[25]

کوفہ اور امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے۔[26] آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں فقہِ حنفی کی بنیاد رکھی، جس پر آج بھی دنیا کے اکثر مسلمان عمل کرتے ہیں۔

---

(1) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 17/454 (2) فتوح البلدان، ص387 (3) المنتظم، 1/178 (4) فتوح البلدان، ص388 (5) تاریخ طبری، 4/41 (6) طبقات الکبریٰ لابن سعد، 6/89 (7) سیر اعلام النبلاء، 3/310 (8) مستدرک، 4/476، حدیث:5717 (9) تاریخ ابن عساکر 33/62 (10) تاریخ ابن عساکر، 42/577۔ کتاب العقائد، ص45 (11) تاریخ ابن عساکر، 43/449، (12) الاصابۃ، 6/157 (13) سیر اعلام النبلاء، 4/50 (14) المنتظم، 5/245 (15) معجم کبیر، 4/56، مستدرک، 4/468، حدیث:5691 (16) اعلام للزرکلی، 8/36 (17) طبقات الکبری لابن سعد، 6/94 (18) دیکھئے: شہادت نواسہ سیّد الابرار، ص378 (19) شہادت نواسہ سیّد الابرار، ص380 (20) طبقات الکبریٰ لابن سعد، 6/210 (21) تہذیب الکمال، 2/282 (22) تذکرۃ الحفاظ، 1/116 (23) تاریخ بغداد، 9/165، ملتقطاً (24) محدثین عظام حیات وخدمات، ص105 (25) تذکرۃ الحفاظ، 1/87 (26) دیکھئے: شرح مسند ابی حنیفۃ لملا علی قاری، ص581۔

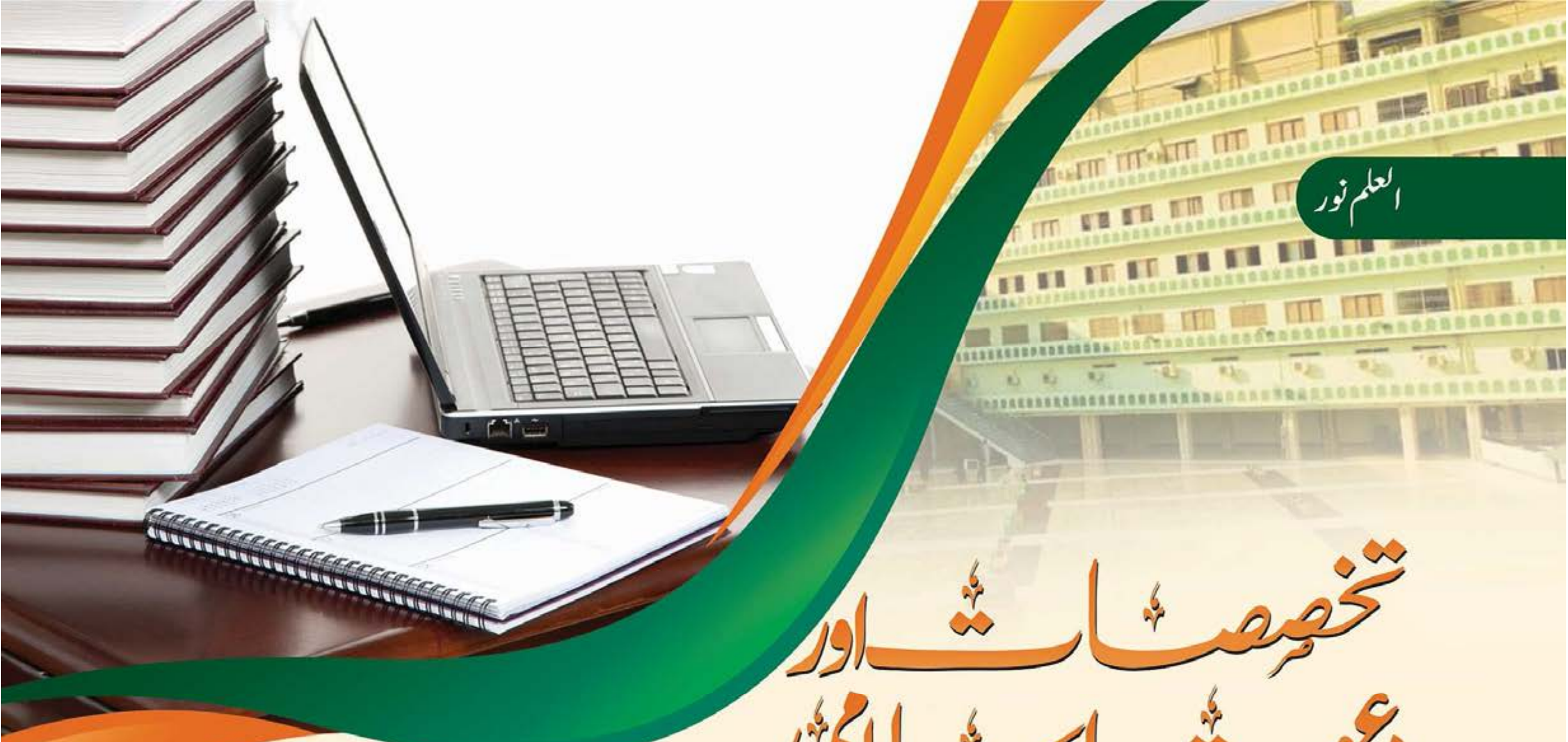

تخصصات اور دعوتِ اسلامی

مولانا محمد آصف اقبال عطاری مَدَنی*

دَور حاضِر میں تخصّص کی اَہمیّت وضَرورت کے پیشِ نظر عالَمِ اسلام کی عالمگیر تحریک دعوتِ اسلامی نے اپنے جامعاتُ المدینہ میں مختلف تخصّصات کا آغاز کیا تاکہ اُمّتِ مصطفیٰ کی علمی پیاس بجھانے اور انہیں شَرعی رَہنمائی دینے کے لیے مستند مفتیانِ کرام، راسخُ العلم علمائے دین اور ماہر اساتذہ کرام تیّار کیے جاسکیں۔ قبلہ عالَم سیّدی امیرِ اہلِ سنّت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے اُمّت پر عظیم احسانات میں سے ایک تخصصات کا یہ سلسلہ بھی ہے۔ اس مبارک سلسلے کی پہلی کڑی "التخصّص فِی الفقہِ الحنفی" تھا۔ تخصصات کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

1 التخصص فی الحدیث وعلومہ
(Specialization in Hadith and its Sciences)

مَصادرِ اسلامیہ میں دوسرا اہم مصدر حدیث شریف ہے، دورِ حاضِر میں اس کی ضَرورت دوچند ہوچکی ہے کیونکہ فتنے بہت پھیل گئے ہیں۔ کہیں تحقیق کے نام پر احادیثِ صحیحہ کا انکار، کہیں اپنے ذاتی مفاد و باطل نظریات کے تحفّظ کی خاطر ضعیف احادیث کو موضوع قرار دینے کی سازش، کہیں سرے سے ہی احادیثِ مبارکہ کی حجیّت سے فرار کا فتنہ اور کہیں کسی اور طرح سے فرامینِ رسول پر اعتراضات کی بوچھاڑ۔ ان خرافات کا سدِّباب کرنے کے لیے حدیث و علومِ حدیث میں تخصص وقت کی اَہم ضَرورت ہے، تبھی دعوتِ اسلامی نے درسِ نظامی سے فارغُ التحصیل منتخب طَلَبائے کرام کو یہ تخصص کروانا شروع کیا جس کی بدولت اب تک 151 سے زائد مدنی علمائے کرام یہ تخصص کرچکے ہیں اور مختلف تحقیقی و علمی نوعیت کے کاموں میں مشغول ہیں نیز نئے تعلیمی سال شوّال المکرّم 1446ھ کے موقع پر تقریباً 34 مدنی علمائے کرام نے التخصص فی الحدیث میں داخلہ لیا۔

2 التخصص فی الفقہ الحنفی
(Specialization in Hanafi Jurisprudence)

قراٰن وسنّت کی روشنی میں اُمّتِ مسلمہ کو دَرپیش مسائل حل کرنے اور مسلم قوم کی شرعی رہنمائی کے لیے اہلِ فتویٰ کا وُجود ہر دَور میں ناگزیر رہا ہے۔ فتوے کی دنیا بڑی نازک، دقیق اور وسیع ہے، کہاجاتا ہے کہ صرف نماز کے متعلّق ہی تقریباً دس ہزار مسائل ہیں۔ فقہ و فتاوٰی کے لیے بیدار مغز، ذہین

* رکن مجلس اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

وفطین، وسیعُ النظر، کثیر ہا کثیر جزئیاتِ فقہ کا استحضار رکھنے والے کثیرُ المطالعہ افراد مطلوب ہوتے ہیں۔ اس لیے فارغینِ درسِ نظامی کو دارالافتاء میں جگہ بنانے کے لیے تخصص فی الفقہ کے راستے سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔ دعوتِ اسلامی نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے جامعۃُ المدینہ میں "التخصص فی الفقہ الحنفی" کا اہتمام کیا جس کے فوائد و ثمرات ہمیں دارالافتاء اہلِ سنّت میں بڑے پیمانے پر اُمّت کی راہنمائی کرتے اَصحابِ فتویٰ کی صورت میں نظر آرہے ہیں۔ اَلْحمدُ لِلّٰہ اب تک 635 سے زائد علمائے کرام یہ تخصص کرچکے ہیں جبکہ نئے تعلیمی سال شوّال المکرّم 1446ھ کے موقع پر تقریباً 100 مدنی علمائے کرام نے التخصص فی الفقہ میں داخلہ لیا اور اس وقت دعوتِ اسلامی کے 3 جامعات المدینہ میں التخصص فی الفقہ جاری ہے۔

3 التخصص فی الفقہ والاقتصاد الاسلامی
(Specialization in Jurisprudence & Islamic Economics)

دینِ اسلام ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے، خرید و فروخت، لین دین، معاہدے وغیرہ اُمور میں بھی قراٰن وسنّت کی واضح وخوبصورت اور فطرتِ انسانی کے عین مطابق تعلیمات موجود ہیں۔ تجارت کی دنیا جوں جوں وسیع ہوتی جاتی ہے اور کاروبار کے نت نئے طریقے اور صورتیں سامنے آتی ہیں توں توں نئے مسائل بھی جنم لیتے ہیں جنہیں اپنے زمانے کے فقہائے کرام بڑی جدّوجہد اوراجتہاد واستنباط کے ذریعے سلجھاتے ہیں۔ "التخصص فی الفقہ والاقتصادِ الاسلامی" کا مقصد ایسے رجال کار تیار کرنا ہے جو دَورِ حاضر میں پیش آمدہ کاروباری مسائل مثلاً مضاربہ، مشارکہ کی جدید صورتوں سے آگاہ ہوں، اقتصادیات ومعاشیات کے بنیادی وجدید خدوخال کا علم رکھتے ہوں تاکہ جدید دنیا کے کاروبار ولین دین کے مسائل کا شرعی حل پیش کریں۔ یہ تخصص کرنے والے "مرکزُالاقتصادالاسلامی دارُالافتاء اہلِ سنّت" میں اپنی دینی خدمات پیش کررہے ہیں۔

التخصص فی الفقہ والاقتصاد الاسلامی کا آغاز 2022ء کو ہوا، اور اَلْحمدُ لِلّٰہ اب تک 73 سے زائد علمائے کرام یہ تخصص کرچکے ہیں جبکہ نئے تعلیمی سال شوّال المکرّم 1446ھ کے موقع پر 3 مقامات پر تقریباً 13 علمائے کرام نے التخصص فی الفقہ والاقتصاد الاسلامی میں داخلہ لیا۔

4 التخصص فی التحقیق والتصنیف
(Specialization in Research & Authorship)

تبلیغِ اسلام، پیغامِ دین، اُمّت کی رَہنمائی اور اصلاحِ احوال کا ایک مضبوط ذریعہ تصنیف وتحریر بھی ہے، محقق مصنّف اور ماہر محرّر اپنی تحقیقات وتحریرات سے زمانے میں انقلاب برپا کردیتے ہیں، قلم کی طاقت مُسلَّمہ ہے، بعض انقلاباتِ دنیا صرف تحریر کے مرہونِ منت ہیں۔ تحریر عقیدہ وعمل کو درست کرتی، نظریات کو صحیح سمت پر گامزن کرتی اور ظاہروباطن کے تزکیہ وطہارت کا باعث بنتی ہے۔ یادرہے کہ ہر دور کا اپنا ایک ماحول ہوتا ہے، تعبیر کے طریقے ہوتے ہیں، زمانے کی اپنی اصطلاحات ہوتی ہیں، اپنی زبان ہوتی ہے، اپنی پیش کش ہوتی ہے لہٰذا تصنیف وتحریر میں بھی موجودہ تقاضوں کا پورا خیال رکھنا ضَروری ہے تاکہ بات میں وزن پیدا ہو، اذہان اُس کی طرف متوجّہ ہوں اور وہ دِلوں میں اتر جائے۔ عصرِ حاضر میں ضروری ہے کہ ایسے کثیر مصنّف، مؤلّف، مترجم اور مقالہ نگار تیار کیے جائیں جو درسِ نظامی کے بعد دینی تحریر وتصنیف اور علمی تحقیق میں اختصاص رکھتے ہوں، باقاعدہ مصنّف ہوں، تحریر کے قدیم وجدید طریقوں سے آگاہ ہوں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مجلس المدینۃُ العلمیہ کے اشتراک سے عنقریب جامعۃُ المدینہ میں "التخصص فی التحقیق والتصنیف" شروع ہونے جارہا ہے۔

5 التخصص فی التوقیت
(Specialization in Astronomical Calculations)

علمِ توقیت (Time Keeping) وہ علم ہے جس کی مدد سے

دنیا کے کسی بھی مقام کے لیے نمازِ پنجگانہ، طُلوع و غروب، نصفُ النّہار، مثلِ اوّل و ثانی وغیرہ کے اوقات اور درست سمتِ قبلہ (Direction of Qibla) کا تعین بذریعہ کلیہ جات (Formulas) کیا جاتا ہے۔ علمِ توقیت فرضِ کفایہ عُلوم میں سے ہے لیکن اس کے جاننے والے بہت کم ہیں اور اگر مبالغہ کر کے کہا جائے کہ ”اس کا علم رکھنے والے معدوم ہیں۔“ تو بے جا نہ ہو گا حالانکہ یہ علم جاننے والے کی اللہ پاک نے تعریف فرمائی اور سورۂ اٰلِ عمران کی آیت 190 میں اُسے عقل مند قرار دیا۔ لہٰذا اس عظیم علم کی نشاۃ کے لیے دعوتِ اسلامی نے مجلس توقیت بنائی اور پھر جامعۃ المدینہ میں ”التخصص فی التوقیت“ کا سلسلہ جاری کیا۔ اس تخصص کا آغاز 2022 سے ہوا۔

6 التخصص فی العلوم العربیۃ (Specialization in Arabic Sciences)

اسلامی مصادر سے براہِ راست کماحقّہ فائدہ اُٹھانے کے لیے علومِ عربیہ کا سیکھنا ناگزیر ہے کیونکہ بنیادی اسلامی اَثاثہ عربی زبان میں ہے۔ عربی کے رُموز سے آگاہی کے لیے ان علوم کا حاصل کرنا ضَروری ہے جن پر قراٰن وسنّت اور فقہ کا فَہم موقوف ہے جیسے علمِ بلاغت، علمِ نحو، علمِ صرف، علمِ لغت اور عربی اَدب وغیرہ علومِ عربیہ سے گہری واقفیت رکھنے والا اپنے غیر سے ممتاز ہوتا ہے اور دوسروں کی نسبت اُسے فہم شریعت آسان ہوتا ہے۔ پھر اگر کوئی فارغُ التحصیل درسِ نظامی کا استاد بننا چاہتا ہے تو اُسے ان علومِ عربیہ میں مہارت حاصل ہونا اس کی تدریس کو چار چاند لگادے گا۔ ”التخصص فی العلوم العربیہ“ کا یہ اہم مقصد ہے کہ ماہر اساتذہ کرام تیار کیے جائیں، وہ علوم وفنون کو گہرائی وگیرائی سے سیکھ و سمجھ لیں اور پھر جب وہ طَلَبۂ کِرام کو یہ علوم منتقل کریں گے تو معاشرے کو مضبوط ومستند علمائے دین میسر آئیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اب تک 33 افراد یہ تخصص کر چکے ہیں۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ مئی 2025ء کے سلسلہ ”جواب دیجئے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: فرقان علی (سمندری)، شارق احمد (فیصل آباد) زینب بنتِ راحیل (گجرات) اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 گوشت کا کاروبار 2 ذوالقعدۃ الحرام 6 ہجری۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ◉ بنتِ محمد رمضان (کراچی) ◉ محمد بشیر عطّاری (پاکپتن) ◉ بنتِ نعیم فاروق (سیالکوٹ) ◉ سید عمیر رضا (پھولنگر) ◉ بنتِ منور علی (شہدادپور، ضلع سانگھڑ) ◉ بنتِ عبدالرزاق (کراچی) ◉ بنتِ حفیظ الرحمٰن (کراچی) ◉ محمد زاہد قریشی (ملتان) ◉ بنتِ غلام رسول (لاہور) ◉ بنتِ نصیر احمد (راولپنڈی) ◉ شاہ نواز (کراچی) ◉ جمیل (میرپورخاص)

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ مئی 2025ء کے سلسلہ ”جملے تلاش کیجئے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: محمد مبشر (سمندری)، بنتِ نیر مجید (فیصل آباد)، حامد اشفاق (خان پور) اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 نیکی کی راہنمائی کرنے والا، ص52 2 حروف ملایئے، ص52 3 صحابۂ کرام: بچوں کے رول ماڈل، ص58 4 خرگوش اور کچھوا، ص56 5 نور کا فانوس، ص54۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❋ عمیر (راولپنڈی) ❋ محمد نوفل رضا (کراچی) ❋ محمد معیز (صادق آباد) ❋ بنتِ سخاوت (خانیوال) ❋ عبدالرحمٰن (رحیم یار خان) ❋ بنتِ محمد فہیم (کراچی) ❋ بنتِ سعید احمد (ملتان) ❋ عبید (پھولنگر) ❋ بنتِ شبیر علی عطّاریہ (رحیم یار خان) ❋ بنتِ محمد احمد (ڈسکہ) ❋ بنتِ شاہد مدنی (اوتھل، بلوچستان) ❋ بنتِ عصمت (واہ کینٹ) ❋ بنتِ آصف (واہ کینٹ)۔

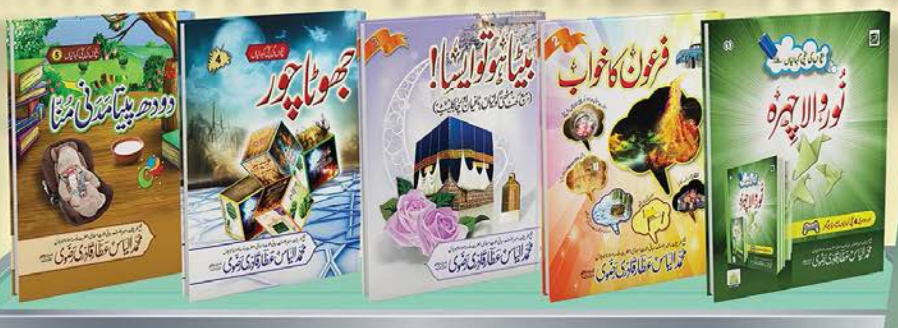

بچّوں کی سچّی کہانیاں

بچّوں کو سنائی جانے والی کہانیاں ان کے اَخلاقی رویّوں اور ان کی ذہن سازی میں اَہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ کہانیاں نَونہالانِ چمن کی ذہنی و تخلیقی صلاحیتوں پر بھی اپنا گہرا اثر چھوڑتی ہیں۔ ہمارے ہاں بچّوں کو سنائی جانے والی اکثر کہانیاں معیارِ اخلاق سے گری ہوئی، بے سَر و پا باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبّت، مال و دولت کی حرص، صحیح غلط کی پروا کئے بغیر مقصد پانے کی ترغیب، غیر اخلاقی و غیر اسلامی، عشقیہ و فسقیہ اُمور ان کہانیوں کا عام موضوع ہیں۔ جو یقیناً بچّوں کے اخلاق و کِردار کے لیے سخت نقصان دہ ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ اللہ پاک کے نیک اور مقبول بندوں کے سچّے واقعات کو ان کم سِن بچّوں کے اخلاق و کردار کے لیے مَشعلِ راہ بنایا جائے۔ ”بچّوں کی سچّی کہانیاں“ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو کہ امیرِ اہلِ سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کی جانب سے وقتاً فوقتاً بچّوں کی اسلامی و اخلاقی تربیَت پر شائع ہونے والی سچّی کہانیوں پر مشتمل رسائل کا مجموعہ ہے۔

نور والا چہرہ (صفحات:32) رحمتِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا بچپن انتہائی حَسین اور باکمال تھا۔ اس رسالے میں مسلمان بچّوں کے دلوں میں آقائے دو جہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی محبّت بٹھانے اور بڑھانے کے لیے آپ کے خوب صورت بچپن کے پیارے پیارے واقعات بالخصوص آپ کے مبارک ہاتھوں کے 8 حیرت انگیز کمالات درج ہیں اور ویڈیو گیمز کے دینی و دنیاوی نقصانات، ان سے ہونے والی بیماریاں، لرزہ خیز تباہ کاریاں اور ان کی نحوست کے 14 عبرت ناک واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔

دودھ پیتا مدنی منّا (صفحات:47) بچّے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیَت انتہائی ضَروری ہے۔ یہ رسالہ بچّوں کی ذہنی سطح کو پیشِ نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ بچّوں کی دلچسپی کے لیے احادیث و روایات پر مشتمل انوکھے اور دلچسپ عنوانات قائم کیے گئے ہیں جیسے پیارے نبی کا پیارا پیارا ہاتھ، چھوٹی باڈی والا مدنی منا، ٹانگ کٹ گئی، غصّے والے بچّے کا انوکھا علاج وغیرہ۔ 17 حِکایات پر مشتمل رسالے میں 15 حقیقی اور دو فرضی کہانیاں اور ان سے حاصل ہونے والا سبق، 3 شرعی احکام اور دودھ کے فوائد و اہمیّت اور اس کے استعمال کے متعلّق 47 مدنی پھول تحریر ہیں۔

فرعون کا خواب (صفحات:40) دلچسپ اور انوکھے انداز پر بچّوں کے لیے سبق آموز سچّی کہانی تحریر کی گئی ہے جو کئی حکایات پر مشتمل ہے بالخصوص حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السّلام کے بچپن کے واقعات، فرعون کے بارے میں معلومات، اُس کا ایک اَہم خواب، اس کی بیٹی کا واقعہ اور آخر میں کولڈ ڈرنکس اور سفید

چینی (شوگر) کے نقصانات درج ہیں الغرض 5 آیاتِ طیبہ، ایک حدیثِ پاک اور 6 حکایات پر مشتمل یہ رسالہ بچّوں کی تربیَت کے لیے بہت مفید ہے۔

بیٹا ہو تو ایسا (صفحات:46) تاریخِ انسانیت میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السّلام مثالی باپ بیٹے ہیں۔ قراٰن و سنّت میں ان کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اس رسالے میں 2 آیاتِ مبارکہ، 4 احادیثِ طیبہ، 4 حکایات اور 21 اقوال کی روشنی میں حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی قربانی کا واقعہ، آپ کی فرماں برداری کا تذکرہ، شیطان کو کنکریاں مارنے، جنّتی مینڈھا آنے، اس کی قربانی، اس کے گوشت اور سینگوں کا ذکر، آپ کے نام اسماعیل کا معنیٰ اور حضرت سیّدُنا ابراہیم علیہ السّلام کے 10 مخصوص فضائل نیز آپ کی ذاتِ گرامی سے شروع ہونے والی چیزوں کا بیان ہے اور آخر میں ناقص کھٹی میٹھی ٹافیوں اور چاکلیٹ وغیرہ کے نقصانات کے ساتھ ساتھ ڈرائی فروٹ کے کثیر فوائد درج ہیں۔

جھوٹا چور (صفحات:36) جھوٹ قابلِ مذمت، گناہ اور دونوں جہان میں رسوائی کا سبب ہے جبکہ سچ پسندیدہ، نیکی اور دونوں جہان میں نیک نامی کا ذریعہ ہے۔ اس رسالے میں سچی کہانیوں کی روشنی میں بچّوں کو جھوٹ سے بچانے اور سچ بولنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جھوٹ بولنے کے دنیاوی نقصانات، دنیا میں جھوٹوں کا عبرتناک انجام، جھوٹ کا آخرت میں عذاب، سچ بولنے کے فوائد اور بچوں کے جھوٹ کی 24 مثالیں ذِکر کی گئی ہیں۔ 5 احادیثِ مبارکہ، 3 فقہی احکام، 7 واقعات و حکایات کے ساتھ ساتھ رسالے کے آخر میں بچّوں اور بڑوں کے لیے 22 مفید مدنی پھول تحریر ہیں۔

انداز و اسلوب ان سچّی کہانیوں کا انداز دلچسپ، آسان اور عام فہم ہے۔ صفحات چار رنگی (Four-Colour) ہیں نیز عنوان کے مناسب تصاویر نے اس کی دل کشی (Attraction) اور خوب صورتی میں اضافہ کر رکھا ہے۔ ہر کہانی کے بعد اس سے حاصل ہونے والے درس اور سبق کو بھی ذکر کیا گیا ہے نیز ایک خاص بات کہ ہر رسالے کے آخر میں جسم اور دماغ کو تقویت پہنچانے، اسی طرح مُضرِ صحّت چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ (مثلاً ٹافیاں اور کھٹی میٹھی گولیاں، بچوں کو کیا کھلائیں؟، آنکھوں کا لذیذ چورن، ویڈیو گیم کے نقصانات، ماں کے دودھ کے چار مدنی پھول وغیرہ) جس کا مطالعہ بڑوں بالخصوص والدین کے لیے بے حد مفید ہے۔

المختصر! یہ رسائل جسمانی، ذہنی اور اخلاقی نشو نما کی رہنمائی (Guidance) کے ساتھ ساتھ دینی و دنیاوی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ جن کا مطالعہ ہر عمر کے فرد کے لیے یکساں مفید ہے۔ "بچّوں کی سچّی کہانیاں" اپنے بچوں کو سنائیے اور ثواب کی نیّت سے شیئر بھی کیجیے۔

نوٹ: اس مضمون میں کہانیوں کے رسائل کا انفرادی تعارف "مولانا آصف اقبال عطاری مدنی" اور مجموعہ کا تعارف "مولانا احمد رضا عطاری مدنی" نے لکھا ہے۔ افادۂ عام کے لیے دونوں مضامین یکجا شامل کیے گئے ہیں۔

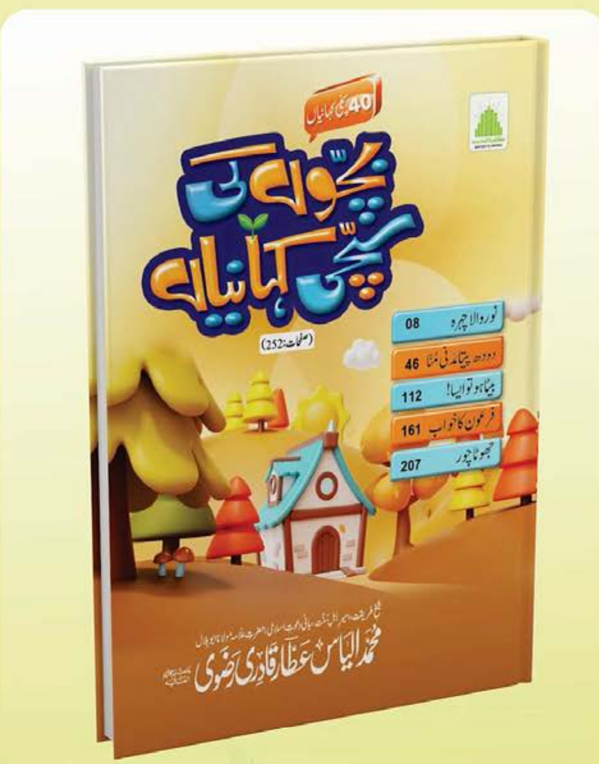

آپ کے تاثرات (منتخب)

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے بارے میں تاثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تاثرات کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

متفرق تاثرات وتجاویز (اقتباسات)

1 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک دل چسپ میگزین ہے، اس میں بہت ہی خوبصورت اور معلوماتی مضامین ہوتے ہیں، میں ”مدنی مذاکرے کے سُوال جواب“، ”دارُالافتاء اہلِ سنّت“، ”کام کی باتیں“، ”روشن ستارے“ اور ”سَفَر نامہ“ بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ (محمد ثقلین رضا عطّاری، حسن ابدال، ضلع اٹک)

2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا شُمارہ نظر سے گزرا، اکثر مضامین پڑھنے کی سعادت مل چکی ہے، یہ شُمارہ مختلف عنوانات کا مجموعہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم وحکمت کا بیش بہا خزانہ ہے، اللہ پاک دعوتِ اسلامی کی یہ اہم کاوش قبول فرمائے، اٰمین۔

(شفقت علی، گوجرانوالہ، پنجاب)

3 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے سے اپنے اسلاف کا تعارُف وسیرت جاننے کا موقع ملتا ہے، لیکن پچھلے چند ماہ سے سلسلہ تذکرہ صالحین نہ پا کر دل ملول ہے۔ (نیر عباس، گوجرانوالہ)

4 مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے گزارش ہے کہ جس طرح امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کی کُتب میں ”یادداشت“ کا صفحہ ہوتا ہے اسی طرح ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے شروع میں بھی ”یادداشت“ کا صفحہ ہونا چاہیے تاکہ قاری اپنی پڑھی ہوئی چیزوں کو محفوظ کر سکیں۔ (محمد محسن رضا، طالبِ علم، درجہ خامسہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کاہنہ نو، لاہور)

5 ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت معلوماتی اور کہانیاں پڑھنے کے شوقین بچّوں کے لیے اَنمول خزانہ ہے کہ بچّے سبق آموز اخلاقی کہانیاں پڑھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں۔

(سعد اسلم، بستی ملوک، ملتان)

6 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا مضمون ”سفرنامہ“ پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ (محمد عثمان، گوکینہ خرد، اسلام آباد)

7 دورِ حاضر کی ضَروریات کے پیشِ نظر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کسی نعمت سے کم نہیں۔ اس میں جس خوبصورت انداز میں ہماری راہنمائی کی جاتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر ماہ اس کا شدّت سے انتِظار رہتا ہے۔ (بنتِ اکبر، لاہور)

8 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت اچّھا لگتا ہے اور ہر مہینے اس کا شدّت سے انتِظار رہتا ہے۔ (بنتِ عبد القادر)

9 ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں شامل کئے جانے والے سُوال جواب سے بہت راہنمائی حاصل ہوتی ہے اور علم میں اِضافہ ہوتا ہے۔ (بنتِ عبد الرحمٰن، ملتان)

10 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ دعوتِ اسلامی کی ایک بہت اچّھی کاوش ہے، اس میں بچّوں، بڑوں اور خواتین کے لیے بہت زبردست اسلامی وعلمی مضامین شامل کئے جاتے ہیں، ہم سب گھر والے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔

(بنتِ عطاء اللہ، اٹک)

11 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک بہت اچّھا اور موٹیویشنل میگزین ہے، مجھے اور میری والدہ کو بہت پسند ہے۔ (ماہ نور، کراچی)

feedback

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تاثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

نئے لکھاری
(New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

بخل اور قراٰنی مثالیں

حافظ محمد عمر نقشبندی
(درجہ سادسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ فاروقِ اعظم سادھوکی لاہور)

بُخْل کا لُغوی معنیٰ ہے کنجوسی جبکہ اصطلاحی تعریف کچھ یوں ہے: جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً یا مروّتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل کہلاتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ، 2/27)

بخل ایک مذموم صِفت ہے جو انسان کو نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اپنا مال خرچ کرنے سے روکتی ہے۔ یہ رویّہ نہ صرف فرد کیلیے نقصان دہ ہے بلکہ پورے معاشرے میں ناانصافی اور عدم مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ قراٰنِ مجید میں بخل کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس کے انجام کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے واضح فرمایا ہے کہ بخل کرنے والے دراصل اپنے ہی خلاف بخل کرتے ہیں اور قیامت کے دن اس کے بُرے نتائج بھگتیں گے۔ اس مضمون میں ہم بخل کی مذمت کو قراٰنی آیات کی روشنی میں جانیں گے:

1 بخل کرنے والوں کے لیے عذاب

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًاۚ(۳۷)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: وہ لوگ جو خود بخل کرتے ہیں اور دیگر لوگوں کو بخل کا کہتے ہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں (ان کے لئے شدید وعید ہے) اور کافروں کے لئے ہم نے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (پ5، النسآء: 37)

یہ آیت بتاتی ہے کہ بخل کرنے والے نہ صرف خود نقصان میں ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس بُری عادت میں مبتلا کرتے ہیں، جس کا نتیجہ آخرت میں سخت عذاب کی صورت میں نکلے گا۔

2 بخل کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے

قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ-سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (پ4، اٰل عمرٰن: 180)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ بخل کرنے والے لوگ قیامت کے دن اپنے بخل کا نتیجہ بھگتیں گے اور ان کا مال ان کے لیے وبالِ جان بن جائے گا۔

3 بخل کرنے والے خسارے میں ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُۚ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔(پ26، محمد:38)

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے مال کی ضَرورت نہیں بلکہ انسان جب اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو گویا وہ خود پر احسان کرتا ہے اور بخل کر کے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

4 بخل کرنے والوں اور اس کا حکم دینے والوں سے اللہ بے نیاز ہے

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ(۲۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: وہ جو بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا کہیں اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز، حمد کے لائق ہے۔(پ27، الحدید:24)

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ بخل انسان کے دل کو سخت کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رَحمت سے دُور کر دیتا ہے۔

5 شیطان محتاجی سے ڈراتا ہے

ارشادِ ربانی ہے: ﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِۚ وَ اللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًاؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(۲۶۸)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وُسعت والا عِلم والا ہے۔(پ3، البقرۃ:268)

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ بخل درحقیقت شیطان کا وسوسہ ہے، جو ہمیں خوفزدہ کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے، جبکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ خرچ کرنے والوں کو اور زیادہ عطا کرے گا۔

بخل کے نقصانات

دل کی سختی: بخیل شخص کے دل میں دوسروں کے لیے ہمدردی کم ہو جاتی ہے۔

اللہ کی ناراضی: بخل کرنے والا شخص اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔

معاشرتی بُرائیاں: جب لوگ بخل کرتے ہیں تو غریبوں اور مستحقین کی مدد نہیں ہو پاتی، جس سے غربت اور ناانصافی بڑھتی ہے۔

آخرت میں نقصان: بخل کرنے والے قِیامت کے دن سخت سزا پائیں گے۔

بخل ایک ایسی بُری عادت ہے جو نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بخل سے بچیں، سخاوت اپنائیں اور اپنی دولت کو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا آمدِ جبریل کے مقاصد بیان فرمانا

محمد فیضان علی عطّاری
(درجہ سادسہ جامعۃ المدینہ نیو سول لائن فیصل آباد)

اللہ پاک نے اپنے محبوب اور پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہدایت، حکمت اور نُور کے ساتھ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السّلام پر احکامات حضرت جبریل علیہ السّلام کے ذریعے نازل ہوتے رہے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام احکامات لے کر آنے پر مامور تھے، بارہا زمین پر تشریف لائے اور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی آمد کے کئی مقاصد آپ علیہ السّلام نے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے 5 مقاصد ملاحظہ کیجیے:

1 دین سکھانے کے لئے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہُ عنہ کی روایت میں ہے کہ جبریلِ امین علیہ السّلام حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایمان، اسلام اور قِیامت کے متعلق سُوالات کیے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے جوابات عنایت فرمائے، جب وہ چلے گئے تو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ سے فرمایا: فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُم يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ یعنی یہ (حضرت) جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (دیکھیے: مسلم، ص33، حدیث:93)

2 جنگ میں مدد کے لیے

غزوۂ بدر کے موقع پر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ ترجمہ: یہ جبریل ہیں، جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں، اور مکمّل جنگی لباس میں ہیں۔ (بخاری، 3/18، حدیث:3995)

3 حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کو سلام کہنے کے لیے

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ یعنی اے عائشہ! یہ جبریل ہیں، تمہیں سلام کہتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور عرض کی: آپ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

(بخاری، 2/383، حدیث:3217)

4 بیٹی کے نِکاح کا حکم لے کر آئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ سے ملے تو فرمایا: يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيلُ اَخْبَرَنِي اَنَّ اللهَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كُلْثُومٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ یعنی اے عثمان! یہ جبریل ہیں، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ پاک نے اُمِّ کُلثوم کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا ہے رُقیہ جتنے حق مہر کے عوض۔ (ابن ماجہ، 1/79، حدیث:110)

5 شراب اور اس سے متعلق افراد پر لعنت کا بتانے کیلئے

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ۔۔۔ الخ یعنی میرے پاس جبریلِ امین علیہ السّلام آئے اور کہا: اے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اللہ پاک نے شراب، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور جسے پلائی جائے سب پر لعنت فرمائی ہے۔

(مسند امام احمد، 5/74، حدیث:2897)

حضرت جبریلِ امین علیہ السّلام کی آمد صرف ایک روحانی

واقعہ نہیں بلکہ وہ دینِ اسلام کی بنیادوں کا حصّہ ہے۔ ان کی آمد، ان کا انداز، ان کے سُوال اور ان کے پیغام ہمارے لیے سبق آموز ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں ان کا بار بار آنا، دراصل اُمّتِ محمدیہ پر اللہ کی بے شمار رحمتوں کا مظہر ہے، کاش! ہم اس نعمت کی قدر کریں۔

اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مادرِ علمی کے حقوق

سید نگاہ علی کاظمی

(درجہ دورۂ حدیث مرکزی جامعۃُ المدینہ جوہر ٹاؤن، لاہور)

مادرِ علمی سے مراد وہ ادارہ ہے جہاں ہم تعلیم حاصل کرتے ہیں، چاہے وہ جامعہ، اسکول، کالج یا یونیورسٹی ہو، یہ اِدارہ ہماری تربیّت، کردار سازی اور علمی ترقّی کا مرکز ہوتا ہے۔ جس طرح ماں بچّے کی پرورش کرتی ہے، ویسے ہی مادرِ علمی ایک طالبِ علم کو معاشرے کا کار آمد فرد بنانے میں اَہم کِردار ادا کرتی ہے۔

مادرِ علمی نہ صرف ہمیں تعلیم دیتی ہے بلکہ ہمیں اَخلاق، تہذیب، نظم وضَبط، محبّت، رواداری اور انسانیّت کا درس بھی دیتی ہے۔ یہاں اساتذہ ہماری راہنمائی کرتے ہیں، ہمیں اچھا انسان بننے کے گر سکھاتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مادرِ علمی کے تمام حُقوق پہچانیں اور انہیں ادا کریں۔ ان حُقوق میں سے 5 درج ذیل ہیں:

1 احترام

ہمیں اپنے مادرِ علمی کا اَدب و احترام کرنا چاہیے۔ اس کے اُصول وضوابط کی پابندی کرنا بھی احترام کا حصّہ ہے۔

2 صفائی اور حفاظت

اپنے اِدارۂ تعلیم کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا، اپنے کلاس روم کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا اور اس کی املاک کی حفاظت کرنا ہمارا اخلاقی اور تعلیمی فریضہ ہے۔

3 تعلیمی سرگرمیوں کی تشہیر کرنا

جس اِدارے سے تعلیمی دَور مکمّل کیا ہے وہاں کی تعلیمی و علمی سرگرمیوں کی معلومات رکھنا، اسے شیئر کرتے رہنا بھی اس کے حقوق میں سے ہیں۔

4 مادرِ علمی کے قوانین کی پاسداری

اپنے تعلیمی اِدارے کے اُصول و قوانین پر عمل کرنا بھی بہت ہی اہمیّت کا حامل ہوتا ہے، اسی سے ادارے کی پہچان ہوتی ہے اور نام روشن ہوتا ہے، اصول و قوانین پر عمل درآمد بھی آپ کے ادارے کی ساخت کو مضبوط کرتا ہے۔

5 خدمت اور فخر

آپ کے تعلیمی ادارے کو اگر آپ کی خدمت کی حاجت ہو تو اپنے کو پیش پیش رکھیں، اس طرح کی دیگر سرگرمیوں میں اپنا کردار ادا کرنا ایک ذمہ دار طالبِ علم کا فخر اور اس کی پہچان ہے۔

مادرِ علمی ہمارے لیے ایک نعمت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے تمام حقوق کو دل سے اَدا کریں، اس کی عظمت کو تسلیم کریں اور ہمیشہ اس کے لیے نیک تمنّاؤں کا اظہار کریں۔ جو قومیں اپنے تعلیمی اِداروں کی قدر کرتی ہیں، وہی ترقّی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔

اللہ پاک ہمیں مادرِ علمی کے حُقوق پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

سونے کے آداب

مولانا محمد جاوید عطّاری مدنی*

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے دیکھا تو فرمایا: اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ یعنی اس طرح لیٹنے کو اللہ پاک پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی،4/352،حدیث:2777)

پیارے بچّو! نیند اللہ پاک کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، یہ ہماری روز مرّہ زندگی کی ضَرورت ہے، اس کے بغیر زندگی مشکل ہو جاتی ہے، اچھی نیند کے بعد ہم فریش ہو جاتے ہیں، اگر ہم نیند، دینِ اسلام کے بتائے ہوئے احکام و آداب کے مطابق کریں تو نیند کے ساتھ ساتھ ثواب بھی ملے گا، آیئے! چند آداب پڑھیے اور عمل کیجیے:

پیارے بچّو!

◆ سونے سے پہلے مسواک وغیرہ کے ذریعے دانتوں کی صفائی کیجیے تاکہ دانتوں میں پھنسے کھانے کے ذرات وغیرہ نکل جائیں اور یوں دانتوں کی بیماریوں سے بچ سکیں۔

◆ ہوسکے تو وضو بھی کرلیجیے۔

◆ بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں تاکہ کوئی تکلیف دہ شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

◆ ہوسکے تو سرمہ لگایئے کیونکہ سونے سے پہلے سُرمہ لگانا ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سنت ہے۔

◆ سیدھی کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے سوئیں، چاہیں تو شروع میں تھوڑی دیر ایسے ہی سوئیں بعد میں چاہیں تو کروٹ تبدیل کرلیں۔

◆ سوتے وقت اللہ پاک کا ذِکْر کرتے کرتے سوئیں۔

اچھے بچّو! شُروع میں لکھی ہوئی حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے پیٹ کے بل یعنی اُلٹا نہ لیٹیں کہ اس طرح لیٹنا میڈیکل کے حساب سے بھی نقصان دہ ہے، اس سے سانس لینے میں پرابلم ہوسکتی ہے اور یہ غیر مناسب وغیر آرام دہ طریقہ ہے۔

◆ سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیجیے کہ یہ بھی سنّت ہے۔ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ یعنی اے اللہ! میں تیرا ذِکر کرتے ہوئے ہی سوتا اور جاگتا ہوں۔ (بخاری،4/538،حدیث:7394)

◆ سو کر اٹھنے کے بعد یہ دُعا پڑھیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (بخاری،4/538،حدیث:7394)

اللہ پاک ہمیں سنت کے مطابق سونے جاگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

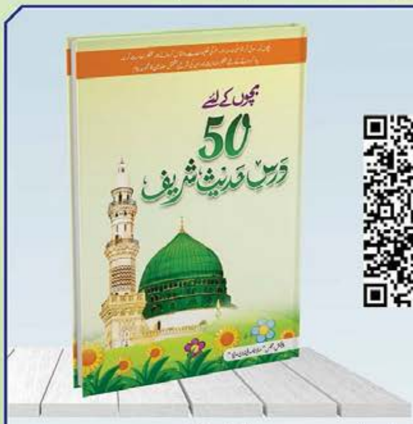

بچوں کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات سے روشناس کروانے اور احادیثِ کریمہ یاد کروانے کے لیے مختصر احادیث اور ان کی شرح پر مشتمل مضامین کا خوبصورت گلدستہ بنام "بچوں کے لیے 50 درسِ حدیث شریف" دیے گئے کیو آر کوڈ کے ذریعے ڈاؤن کر کے خود پڑھیے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھایئے۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3 / 285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنیٰ اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنیٰ	نسبت
محمد	عمر	زندگی	صحابی رضی اللہ عنہ کا بابرکت نام
محمد	حسین	خوبصورت	رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے نَواسے کا بابرکت نام
	عباس	وہ شیر جسے دیکھ کر دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں	امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی جان کا بابرکت نام

بچیوں کے 3 نام

اَروٰی	حسین وجمیل	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
شہربانو	شہر کی سردار	امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ (وائف) کا بابرکت نام
زینب	زینب ایک خوشبودار پودے کو کہتے ہیں	امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ (سسٹر) کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

1 نیند اللہ پاک کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔ 2 ایمان کی ستّر کے آس پاس خوبیاں ہیں۔ 3 ٹریفک سگنل کو فالو کرنا چاہیے۔

4 واقعۂ کربلا ہمیں ایثار اور خلوص سکھاتا ہے۔ 5 اتحاد و اجتماعیت بھی باعثِ برکت ہوتی ہے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 02: وہ کون سی ہستی ہیں جن کی شہادت پر جنات بھی روئے؟

سوال 03: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کتنے حج پیدل کیے؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923103330935 پر واٹس ایپ کیجئے › 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

حروف ملائیے!

ص	ت	ر	غ	ی	ب	ن	ا	م
ف	ب	ط	ا	و	ش	ہ	ن	ب
ا	ب	ش	ق	ج	ن	د	ا	ھ
ی	ر	ا	س	ل	ا	م	ب	ر
ث	ا	ل	ب	ا	س	ف	ن	و
ا	س	ن	ف	ع	ت	ا	ل	س
ر	ظ	س	ت	ع	م	ا	ل	ا
ی	ل	خ	ن	ب	ر	ت	ل	ر
ل	م	ا	ک	ر	ب	ل	ا	ت

پیارے بچّو! اسلامی سال کا پہلا مہینا محرمُ الحرام ہے۔ اس مہینے میں واقعۂ کربلا ہوا جس میں دینِ اسلام کی خاطر حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ واقعۂ کربلا ہمیں سچّائی کا درس دیتا ہے، جھوٹ اور ظُلم کے آگے نہ جھکنے کا درس دیتا ہے۔ ہر حال میں اللہ پاک پر بھروسا رکھنے کا درس دیتا ہے۔ واقعۂ کربلا ہمیں ایثار اور خلوص سکھاتا ہے۔ کربلا میں حضرت امامِ حُسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے صبر و شکر سے ہمیں بھی صبر و شکر کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ واقعۂ کربلا یہ بھی سکھاتا ہے کہ حق کے لیے ڈٹ جاؤ، چاہے تم تھوڑے ہی کیوں نہ ہو۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظِ "اسلام" تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔ تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: (1) کربلا (2) ظلم (3) بھروسا (4) ایثار (5) ترغیب۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 جولائی 2025ء)

نام مع ولدیت:_______________ عمر:____ مکمل پتا:_______________________________

موبائل/واٹس ایپ نمبر:_______________ (1) مضمون کا نام:_______________ صفحہ نمبر:______

(2) مضمون کا نام:_______________ صفحہ نمبر:______ (3) مضمون کا نام:_______________ صفحہ نمبر:______

(4) مضمون کا نام:_______________ صفحہ نمبر:______ (5) مضمون کا نام:_______________ صفحہ نمبر:______

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان ستمبر 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 جولائی 2025ء)

جواب 1:.............................. جواب 2:..............................

نام:.................... ولدیت:.................... موبائل/واٹس ایپ نمبر:....................

مکمل پتا:__________________________________

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان ستمبر 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

آخری نبی کا پیارا معجزہ

کلیجی اور بکری میں برکت

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

ہمارے پیارے آقا، مکّی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات صرف ایمان کی تقویت و مضبوطی ہی کا سبب نہیں بلکہ اخلاقیات کی اعلیٰ تعلیم کا سَرچشمہ بھی ہیں، آیئے خوبصورت اخلاقی تربیت سے تعلّق رکھنے والا ایک پیارا سا معجزہ پڑھتے ہیں:

حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ہم 130 صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سفر میں تھے، آپ نے ہم سے پوچھا: تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ تو ایک شخص کے پاس تقریباً ایک صاع[1] آٹا نکل آیا، اس آٹے کو گوندھا گیا، پھر ایک لمبا تڑنگا کافر آدمی بکریاں ہانک کر لے جارہا تھا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے فرمایا: کیا تم یہ بکریاں بیچوگے یا ہبہ کروگے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ بیچوں گا، تو آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی، پھر اسے ذبح کیا گیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا، راوی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو اس کلیجی میں سے حصّہ نہ ملا ہو، جو موجود تھے ان کو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کا حصّہ عطا فرمادیا اور جو موجود نہیں تھے ان کا حصہ بچا کر رکھ دیا۔ پھر اس گوشت کو دو برتنوں میں ڈالا گیا۔ تو ہم لوگوں نے اس میں سے پیٹ بھر کر کھایا اور دونوں برتنوں میں کھانا بچ بھی گیا، راوی فرماتے ہیں: پھر میں نے ان برتنوں کو اُونٹ پر لاد دیا۔[2]

بکری کی کلیجی سے 130 افراد کو حصّہ ملنا اور ایک صاع کے قریب آٹے اور ایک بکری کے گوشت سے 130 افراد کا سیر ہو جانا یقیناً حیران کُن معجزۂ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس معجزے سے چند باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

- اللہ پر بھروسا رکھنے کے ساتھ ساتھ اگر عملی اقدامات، تدابیر اور اسباب اختیار کیے جائیں تو یہ توکّل اور بھروسے کے خلاف نہیں۔
- ضرورت کے وقت لوگوں کے کھانے کا بندوبست کرنا

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ایک عظیم کام اور طریقۂ نبوی ہے۔

✽ تقسیم کاری کرتے ہوئے اپنے پرائے میں فرق کیے بغیر برابر تقسیم کرنا چاہیے بِالخصوص جب سب کی ضرورت ایک سی ہو۔

✽ کسی چیز کی تقسیم کاری کے وقت اس شخص کا حصّہ بچا کر رکھنا چاہیے جو شُرکا میں شامل تو ہو مگر عین تقسیم کے وقت عارضی اور وقتی طور پر نظر سے اوجھل اور غیر حاضر ہو۔

✽ غیر مسلموں سے تجارت جائز ہے سوائے یہ کہ اس میں کوئی خاص شرعی رُکاوٹ ہو۔

✽ لیڈر و قائد حاکم کی پہچان احکامات جاری کرنے سے ہی نہیں ہوتی بلکہ حکم جاری کرنے کے علاوہ اپنے ماتحتوں کی خیر خواہی، ان سے محبّت و ہمدردی کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا ایک اچّھے اور عظیم قائد کی پہچان ہے۔

✽ بَرَکت کا تعلّق مقدار سے نہیں بلکہ اچھی نسبت سے ہوتا ہے۔

✽ اتحاد و اجتماعیت بھی باعثِ برکت ہوتی ہے۔

✽ پریشانی والے حالات میں ہمیں متحد اور پُرسکون رہنا چاہیے۔

✽ سفر میں ہمسفروں کے ساتھ مہمان نوازی والا سلوک کرنا چاہیے۔

✽ اگر کھانا بچ جائے تو اسے ضائع کرنے کے بجائے آئندہ وقت کے لیے رکھ دینا نہ توکّل کے خلاف ہے اور نہ ہی حرص ہے بلکہ یہ تو رِزق کی قَدر دانی ہے۔

(1) ایک صاع تقریباً چار کلو اور سو گرام کے وزن کا پیمانہ ہوتا ہے۔ (کرنسی نوٹ کے مسائل، ص178) (2) بخاری، 3/523، حدیث: 5382۔

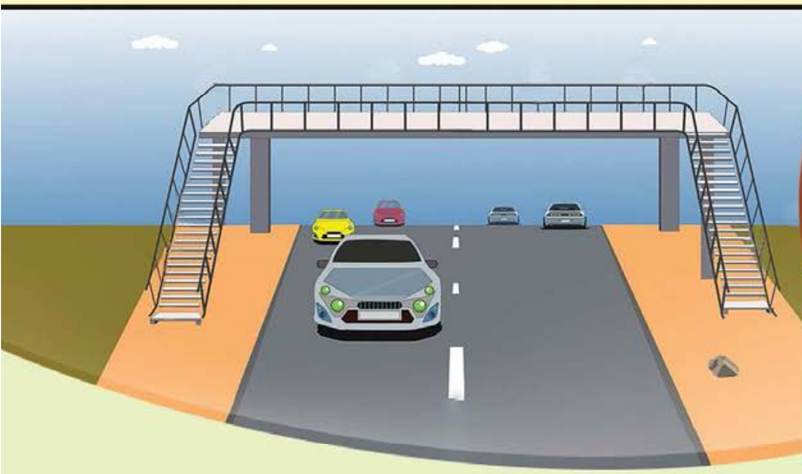

کلاس روم

عقل بڑی کہ بھینس!

مولانا حیدر علی مَدَنی*

آج کے سبق میں بچوں کو ایک حدیثِ پاک یاد کروانی تھی اسی لیے کلاس میں آتے ہی سر بلال بچوں کو گزشتہ کل کا سبق دہرانے کا کہہ کر خود بورڈ کی طرف متوجّہ ہوگئے، پہلے حدیثِ پاک عربی میں کالے مارکر سے اور پھر اس کا ترجمہ نیلے مارکر سے لکھ دیا۔ اردو کی طرح سر بلال کی عَرَبی لکھائی بھی خوش خط تھی، ہر لفظ الگ الگ آسانی سے سمجھ آتا تھا۔ سر نے حدیث کے اوپر سُرخی (Heading) ڈال دی تھی:

"ایمان کی شاخیں"

چند بچوں سے سبق سننے کے بعد سر بلال نے آج کا سبق شروع کیا: پیارے بچو! آج صبح مجھے کسی نے ایک تصویر واٹس ایپ کی تھی جسے دیکھ کر مجھے ہنسی آئی لیکن افسوس بھی ہوا، پہلے آج کا سبق پڑھ لیتے ہیں پھر تصویر کے بارے میں بتاؤں گا۔

ہماری آج کی حدیثِ پاک ہے ایمان کی شاخوں کے متعلق، اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایمان کی سَتّر

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

اور کچھ شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ“ کہنا ہے اور سب سے اَدنیٰ شاخ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو دُور کردینا ہے۔ (دیکھئے: مسلم، ص45، حدیث:153)

تو بچو مطلب یہ ہے کہ ایمان کی سترّ کے آس پاس خوبیاں ہیں جو ہر مسلمان کو اپنانی چاہئیں ان میں سب سے افضل کلمۂ پاک کا ورد ہے یعنی ہمیں زیادہ سے زیادہ کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنا چاہیے اور سب سے ادنیٰ خوبی ہے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا۔ پیارے بچو! آپ ہمارے اسلام کی خوبصورتی دیکھیں کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو ہر چیز کے آداب (Manners) بھی سکھائے ہیں اور پھر ان آداب پر عمل کرنے کی صورت میں جزا و انعام (Reward) کی خوشخبریاں بھی سنائی ہیں۔ جیسا کہ پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے راستے کے آداب بھی سکھائے اور ارشاد فرمایا: ایک شخص کہیں جارہا تھا راستے میں اسے ایک کانٹے دار شاخ دکھائی دی تو اس نے شاخ راستے سے ہٹادی تو اللہ پاک نے اس عمل کا بدلہ عطا فرماتے ہوئے اس شخص کو بخش دیا۔ (دیکھئے: مسلم، ص816، حدیث:4940)

اُسید رضا: سر جی! کھانے کے آداب تو ہم نے سُنے ہوئے ہیں اور آپ نے سکھائے بھی تھے، یہ راستے کے آداب کیا ہوتے ہیں؟

سر بلال: بیٹا راستے کے آداب کا مطلب ہے کہ ہمیں راستے میں کیسے چلنا چاہیے اور چلتے ہوئے کن باتوں سے بچنا چاہیے۔ یہ تو میرے خیال میں آپ بچوں کو بھی بہت سارے پتا ہوں گے، جی کون کون راستے کا ایک Manner بتائے گا، ماشآءَ اللہ کلاس میں سے کافی بچوں کے ہاتھ کھڑے ہوگئے تو سر کی اِجازت ملنے پر وہ باری باری بتانے لگے؛

احمد: اطمینان کے ساتھ سڑک کے ایک جانب چلنا چاہیے۔

سر بلال نے مزید ایڈ کیا: جی بالکل نہ تو اتنا تیز چلیں کہ لگے کسی سے بھاگ رہے ہیں اور نہ اتنا آہستہ کہ لگے برسوں کے بیمار ہیں۔ اَکڑتے ہوئے لفنگوں کی طرح نہیں بلکہ وقار کے ساتھ چلنا چاہیے۔

محمد زین: کوئی بھی ایسا کام نہ کرنا جس سے لوگوں کے لیے راستہ تنگ ہوجائے اور راہگیروں کو دقّت ہو۔

معاویہ: راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادینا۔

عبدُاللہ: راستے میں کوئی ضرورت مند دکھائی دے تو احتیاط کے ساتھ اس کی مدد کردیں، مثلاً کمزور کا سامان اٹھالینا، بوڑھوں، بچوں کو سڑک عبور کروادینا۔

اسید رضا: ٹریفک سگنل کو فالو کرنا چاہیے۔

سر بلال: جی بیٹا، ہم لوگوں کی حفاظت کے لیے حکومت کی طرف سے راستے کے کچھ قوانین بنائے گئے ہوتے ہیں ان سبھی کی پیروی کرنی چاہیے ٹریفک سگنل کو فالو کرنا یعنی پیدل ہیں تو سرخ بتی پر چلنا اور سبز پر رک جانا اس کے علاوہ زیبرا کراسنگ اور Overhead bridge کے ذریعے سڑک کی دوسری طرف جانا۔ ماشآءَ اللہ آپ سبھی بچوں نے اچھے آداب بتائے ہیں، چند میں بھی بتا دیتا ہوں: راستے میں جاتے ہوئے لوگوں کے گھروں کے اندر جھانکنے بلکہ بلاوجہ اِدھر اُدھر دیکھنے سے بھی بچنا چاہیے۔ یونہی جگہ جگہ تھوکنے، راہ چلتے ہوئے ناک صاف کرنے یونہی راستوں میں پیشاب کرنے سے بھی بچنا چاہیے۔ اتنا کہہ کر سر بلال کھڑے ہوئے تو محمد عادل نے جلدی سے کہا: سر وہ تصویر والی بات رہ گئی۔

جی جی مجھے یاد ہے اور اسی طرف آرہا ہوں، سر نے مسکراتے ہوئے کہا: دراصل وہ ایک سڑک کی تصویر تھی جس میں اسکول کا یونیفارم پہنے کچھ بچے دو سڑکوں کے درمیان بنے جنگلے کو پھلانگ رہے تھے جبکہ کچھ ہی فاصلے پر موجود Overhead bridge پر بھینسیں چڑھ رہی تھیں، کلاس میں ہلکی سی ہنسی کی آواز آئی جسے سر نے اگنور کرتے ہوئے کہا: مجھے دکھ یہ ہوا کہ ہم عقل رکھنے اور علم سیکھنے کے باوجود کیسے اپنی اور دوسروں کی جان کو خطرے میں ڈالتے ہوئے سڑک عبور کررہے ہیں جبکہ دوسری طرف ناسمجھ جانور کیسے سڑک عبور کررہے ہیں پہلی بار میں نے سوچا کہ عقل نہیں، لگتا ہے بھینس ہی بڑی ہے۔ تو بچو آج کے سبق میں حدیثِ پاک اور راستے کے آداب آپ نے یاد تو کرنے ہی ہیں لیکن اس سے بھی اَہم یہ ہے کہ ہم نے ان آداب کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔

بیٹیوں کی تربیت

سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے کیسے بچیں؟

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

اسلام ایک مکمّل نِظامِ حیات ہے جو زندگی گزارنے کے لیے ایک متوازن راستہ کی جانب راہنمائی کرتا ہے، زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے معاملات میں اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ ہم جس ماحول میں رہتے ہیں اُس ماحول کے ہم پر کیا حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں، اِسے خوشنما بنانے اور اس سے خود کو اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے سلسلے میں بھی اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

سوشل میڈیا ایک بہت بڑا پلیٹ فارم ہے جو عام طور پر کسی بھی قسم کی رقم اَدا کیے بغیر استِعمال کیا جاسکتا ہے، ہر شخص کی پہنچ میں ہے اور ہر مقام پر موجود ہے۔ سوشل میڈیا جدید دَور کا ایک اَہم اور طاقتور ذریعہ بن چکا ہے، انٹرنیٹ کی فراوانی نے ایک شخص کو اس کے گھر اور خاندان والوں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ علاقے، شہر، ملک اور دنیا کے ہر کونے میں اس کی پہنچ آسان بنادی ہے۔ سوشل میڈیا کے جہاں فوائد ہیں وہیں اس کے نُقصانات بھی بہت ہیں چاہے بڑے ہوں یا بچے ان نقصانات کا شکار ہر فرد ہوتا نظر آرہا ہے۔ لیکن بِالخصوص بچّوں کے لیے یہ بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ہم ایسا نہیں سوچتے کہ اپنے بچّوں کو چھوٹی عمر میں رات کے وقت پارک میں اکیلا چھوڑ دیں۔ بالکل اسی طرح ہمیں یہ بھی نہیں کرنا چاہیے کہ بچّوں کو بغیر کسی نگرانی اور پابندی کے انٹرنیٹ / سوشل میڈیا پر کھلا چھوڑ دیا جائے۔ سب سے پہلے تو کوشش یہی ہو کہ بچّوں کو اس سے دُور ہی رکھا جائے مگر ہم سو فیصد بچّوں کو اس سے دُور رکھ سکیں یہ تقریباً ناممکن ہے کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے موبائل فون بچّوں کو دینا ہی پڑ جاتا ہے جیسا کہ آن لائن کلاسز، اَسائنمنٹ بنانے، ریسرچ وغیرہ کرنے کے لیے بھی بچّوں کو اس کے استعمال سے روکا نہیں جاسکتا اور بچّے اپنی پڑھائی کے سلسلے میں سرچ کرتے کرتے کام کے بجائے کہیں اور ہی نکل جاتے ہیں۔ یوں سوشل میڈیا پر نقصان دہ مواد کے بچّوں پر اَثرات سے متعلّق خدشات بڑھ رہے ہیں۔ صرف بچّے نہیں بڑے بھی بلاضَرورت سوشل میڈیا کی ایڈکشن (Addiction) کا شکار ہیں۔ بغیر کسی مقصد کے سوشل میڈیا پر بیٹھے رہنا آپ کی جسمانی، نفسیاتی صحت کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہے ہم انسان ہیں ہمارے دماغ اور دل پر واقعات کا اثر پڑتا ہے اور وہ اثر کافی دیر تک رہتا ہے، یہ نیچرل ہے لیکن سوشل میڈیا پر کیا ہورہا ہے؟ آپ نے موبائل ہاتھ میں لیا ایک ویڈیو دیکھی کہ کار کا ایکسیڈنٹ ہوا اور بندے کی ٹانگ کٹ گئی آپ کے دماغ میں افسردگی آئی اگلے ہی لمحے آپ نے کلک کیا ایک اور ویڈیو آئی جس میں کوئی خوشی کی بات آرہی ہے کوئی ہنسنے کی بات آرہی ہے اگلے ہی سیکنڈ آپ کا دماغ خوشی کی خبر دیکھ رہا ہے، اب آپ نے ویڈیو اوپر کی آپ نے دیکھا اب کوئی غم کی خبر ہے کوئی ٹینشن کی کوئی دُکھ کی خبر ہے پھر اوپر گئے تو کوئی ہنسنے کی بات ہو رہی ہے، ایک منٹ کے اندر اندر کتنے کینوس تبدیل ہوگئے اتنا تیزی سے جذباتی اُتار چڑھاؤ انسان کا دماغ برداشت نہیں کر سکتا جتنی تیزی سے سوشل میڈیا گھمارہا ہے جس کی وجہ سے اب دماغ سے سوچنے سمجھنے کی، Creativity کی صلاحیّت ختم ہوتی جارہی ہے، ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر ہائی فائی لائف اسٹائل دکھائے

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

جاتے ہیں جو ہر ایک افورڈ نہیں کر سکتا اس سے تو اسٹریس، انزائٹی، احساسِ کمتری وغیرہ بھی مزید بڑھتی جاتی ہے، بڑے بھی اس قدر اس میں اپنے آپ کو مشغول نہ کریں۔ اسی طرح آہستہ آہستہ غیر محرموں کو دیکھنے کے، فحاشی و بے حیائی کی چیزوں کو دیکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

فحش مواد دیکھنے سے حیا اُٹھ جاتی، ایمان کمزور ہوتا اور فیوچر کو سخت نقصان ہوتا ہے۔ ہر موبائل میں ایک ایسا سسٹم ضَرور ہوتا ہے کہ جو فضول و فحش مواد کو بلاک کر دیتا ہے نیز آپ انٹرنیٹ کے استِعمال کا دورانیہ بھی متعین کر سکتے ہیں اور تو اور سونے کے اوقات کا بھی تعیّن کیا جاسکتا ہے۔ اس حوالے سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سوشل میڈیا پر آج کل بہت زیادہ مذہبی بیان وغیرہ چلتے ہیں انہیں سننے یا شیئر کرنے سے پہلے دس بار سوچ، سمجھ لیں کہ کیا واقعی یہ مستند علمائے حق علمائے اہلِ سنت کی باتیں ہیں، تو وہ سنیں اور وہی شیئر کریں ہر کسی کا بیان شیئر کر کے گمراہی کو پروموٹ مت کریں۔ ایک ہمارا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جو چیز وائرل ہو جاتی ہے ہم اُسے سچّا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں بغیر تحقیق کے ہزار لوگوں نے بھی اگر شیئر کیا ہوا ہے تو وہ اپنے عمل کے جوابدہ ہیں آپ کے پاس اگر اس کی تصدیق موجود نہیں ہے تو آپ کو اُسے آگے بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کر دے۔ (مسلم، ص17، حدیث:7) امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ سوشل میڈیا میں ایک چیز اگر اچھی ہے تو ایک ہزار ایک چیزیں اس میں بُری ہیں اچّھائی اس میں نہ ہونے کے برابر ہے، فضول بُرائیاں، اُس کی غیبت، اُس کے عیب کھولنا یہ بالکل میدانِ جنگ ہے، میدانِ جنگ میں بھی اُصولوں سے جنگ لڑی جاتی تھی اس میں اُصول بھی نہیں ہیں اس سے تو جان چھڑانے میں ہی عافیت لگتی ہے۔

اگر آپ کو یا آپ کے بچوں کو سوشل میڈیا کی بہت ایڈکشن ہوگئی ہے اور آپ واقعی اس مسئلے پر سنجیدہ ہیں خود بھی اور اپنے بچّوں کو بھی فضولیات والی ایپس سے بچانے کے لیے ان پر پرائیویسی رکھیے اور سو فیصد اسلامی ایپ جس میں نہ تو کوئی ایڈ ہے نہ بے حیائی، نہ ہی من گھڑت و فضول چیزیں ہیں اسے خود بھی استعمال کیجیے اور اپنے بچّوں کو بھی صرف وہی استعمال کروایئے اس سو فیصد اسلامی ایپلی کیشن کا نام ہے Islam forever اِن شآءَ اللہ الکریم اس الٹرنیٹ سے آپ کی ایڈکشن کی بھی کاٹ ہو گی اور آپ خود کو نیکیوں کی طرف بھی بڑھتا ہوا پائیں گے۔

GET IT ON Google Play
Download on the App Store
دعوتِ اسلامی کا ایک اور انقلابی قدم
انٹرنیٹ یوزر کو غیر شرعی مناظر سے بچانے کی ایک کوشش
انٹرنیٹ براؤزرز کے غیر شرعی مناظر سے بچیے اور Islam forever میں سرچ کیجیے
غیر شرعی ایڈورٹائز اور مناظر سے محفوظ دینی ویڈیوز سرچ کیجیے

مجلس آئی ٹی دعوتِ اسلامی کی شاندار پیشکش
DAWAT-E-ISLAMI
DIGITAL SERVICES
جس میں آپ دیکھ سکیں گے دعوتِ اسلامی کی
تمام ویب سروسز کی تفصیلات
تمام موبائل ایپلی کیشنز کی تفصیلات
تمام سوشل میڈیا اکاؤنٹس کی لِسٹ

GET IT ON Google Play
www.dawateislami.net/downloads
Get The App

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

1 نماز نہ پڑھی تھی کہ ناپاکی کے ایام آگئے تو نماز کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد نماز ظہر کی ادائیگی میں دیر کر دی حتی کہ دو گھنٹے گزر گئے لیکن ابھی تک عورت نے ظہر کی نماز ادا نہیں کی تھی کہ اسے حیض آگیا تو اس نماز کا کیا حکم ہوگا۔ کیا اس کی قضا کرنا لازم ہوگی اور کیا تاخیر کرنے سے گناہ گار کہلائے گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں تاخیر کی بناء پر یہ عورت گناہ گار نہیں اور نہ ہی اس پر ظہر کی نماز قضا کرنا لازم ہے؛ کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے اگر حیض شروع ہو جائے تو وہ نماز ساقط (معاف) ہو جاتی ہے اگرچہ وقت ختم ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ہی شروع ہو جائے۔ البتہ اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے مختص کی ہو اس میں عبادت کی عادت برقرار رکھنے کے لیے حیض کے ایام میں نماز پڑھنے کی مقدار بیٹھے اور تسبیح وغیرہ میں مشغول رہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کیا حفظ کرنے والی مخصوص ایام میں قراٰن پڑھ سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حافظہ عورت یا حفظ کرنے والی بالغہ لڑکیاں حیض کے ایام میں قرآن پاک کو یاد کرنے کی غرض سے قرآن پاک کو پڑھ سکتی ہیں یا چھو سکتی ہیں؟ ایک شخص (جو کہ عالم نہیں ہے، بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے) کا کہنا ہے کہ: حافظہ خواتین یا حفظ کرنے والی بچیاں اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک کو چھو سکتی اور قرآن پاک پڑھ سکتی ہیں کیونکہ اگر مخصوص ایام میں قرآن نہیں پڑھیں گی تو وقت ضائع ہوگا، اور حفظ کمزور ہو جائے گا۔ کیا یہ بات درست ہے۔ جبکہ اس شخص کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بالغہ عورت کو اپنے مخصوص ایام یعنی حالت حیض و نفاس میں قرآن پاک کی نیت کے بغیر صرف دو صورتوں میں قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔ (۱) ذکر و ثنا اور دعا کی نیت سے یعنی قرآن پاک کی وہ آیات جو ذکر و ثنا اور دعا کے معنی پر مشتمل ہیں، انہیں ذکر و ثنا، اور دعا کی نیت سے پڑھ سکتی ہیں، بشرطیکہ ان کا قرآن ہونا متعین نہ ہو جیسے وہ آیات جن میں حمد باری تعالیٰ متکلم کے صیغے کے ساتھ ہے، حروف مقطعات، اور وہ آیات و سورتیں جن کی ابتداء میں حرف "قل" ہو جب انہیں "قل" کے ساتھ پڑھا جائے۔ (۲) معلمہ اپنی طالبات کو تعلیم کی غرض سے ایک ایک کلمہ کر کے سانس توڑ توڑ کر پڑھا سکتی ہے جبکہ تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے۔

ان دو صورتوں کے علاوہ بالغہ عورت کو اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک حفظ کرنے یا حفظ کو یاد رکھنے یا کسی بھی دوسری غرض مثلاً وظائف وغیرہ کے لیے قرآن پاک پڑھنا حرام ہے، اور بحالت حیض و نفاس قرآن پاک کو چھونا بہر صورت حرام ہے۔ البتہ حافظہ خواتین یا حفظ کرنے والی بالغہ بچیاں اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک کو چھوئے اور زبان ہلائے بغیر اس کی طرف نظر کرتے ہوئے دل میں قرآن پاک پڑھ کر اپنا حفظ یاد رکھ سکتی ہیں۔

یہ کہنا کہ "حافظہ خواتین یا حفظ کرنے والی بچیاں اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک کو چھو اور پڑھ سکتی ہیں" غلط و باطل ہے، اور یہ شخص محض اپنے اٹکل سے بغیر کسی دلیل کے غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے گناہ گار ہے، اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور آئندہ غلط مسئلہ نہ بتائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاءُ الدین عطّاری مَدَنی*

ڈھاکہ کے مقامی کمیونٹی سینٹر میں سنّتوں بھرا اجتماع
خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے خصوصی بیان کیا

بنگلہ دیش ڈھاکہ کے مقامی کمیونٹی سینٹر میں اجتماع کا اِنعقاد کیا گیا جس میں میمن اور بزنس کمیونٹی سمیت دیگر شعبہ جات سے وابستہ عاشقانِ رسول شریک ہوئے جبکہ رکنِ شوریٰ عبد المبین عطّاری اور مبلغینِ دعوتِ اسلامی بھی موجود تھے۔ اجتماع میں خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت مولانا حاجی عبید رضا عطّاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے شان و عظمت اور اِطاعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے موضوع پر میمنی زبان میں سنّتوں بھرا بیان کیا۔ دورانِ بیان خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِطاعت میں نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے بچنے کا ذہن دیا۔ اس کے علاوہ شرکا کو مدرسۃُ المدینہ میں داخلہ لے کر دُرست مخارج کے ساتھ قراٰنِ پاک سیکھنے کی ترغیب دلائی۔ اجتماع کے آخر میں صلوٰۃ و سلام اور دُعا کا سلسلہ ہوا۔

منگووال میں جامعۃُ المدینہ کا افتتاح
افتتاحی تقریب میں حاجی اظہر عطّاری کا بیان

گجرات پنجاب کے علاقے منگووال میں دعوتِ اسلامی کے تحت جامعۃُ المدینہ کا افتتاح ہوا۔ اس سلسلے میں اجتماع کا اِنعقاد کیا گیا جس میں علمائے کرام، تاجر حضرات، مختلف شعبہ جات سے وابستہ شخصیات، مقامی عاشقانِ رسول، جامعۃُ المدینہ کے طلبہ و اساتذۂ کرام اور ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد اظہر عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے شرکا کو علمِ دین سیکھنے، نیک اعمال کرنے، سنّتوں پر عمل کرنے اور اپنے بچّوں کو عالم و حافظ بنانے کی ترغیب دلائی۔ اس موقع پر رکنِ شوریٰ نے منگووال غربی کے مدارسُ المدینہ میں حفظ و ناظرہ مکمل کرنے والے طلبۂ کرام میں اسناد بھی تقسیم کیں۔

سینٹرل جیل میرپورخاص میں تقسیمِ اسناد اجتماع
قراٰن کی فضیلت پر حاجی ایاز عطّاری کا بیان

سندھ کے شہر میرپورخاص میں قائم سینٹرل جیل میں فیضانِ قراٰن فاؤنڈیشن کے تحت تقسیمِ اسناد اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں جیل سپرنٹنڈنٹ محمد اشفاق کلہوڑو، جیل اسٹاف اور قیدیوں نے شرکت کی جبکہ شعبہ کے نگران، صوبائی ذمّہ دار اور میرپورخاص کے ذمّہ داران بھی شریک ہوئے۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد ایاز عطّاری نے قراٰنِ پاک کی تلاوت کرنے کی فضیلت پر سنّتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کو نماز کی پابندی کرنے اور درودِ پاک پڑھنے کا ذہن بھی دیا۔ اس موقع پر جیل سپرنٹنڈنٹ محمد اشفاق کلہوڑو نے فیضانِ قراٰن فاؤنڈیشن کی کاوشوں کو سراہا اور جیل میں رہتے ہوئے قراٰنِ کریم کی تعلیم حاصل کرنے والے قیدیوں کو مبارکباد دی۔ واضح رہے کہ اِس جیل میں ناظرہ قراٰن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قیدیوں کو درسِ نظامی (عالم کورس) کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

مفتی عبد النبی حمیدی صاحب کے 40ویں کے موقع پر ایصالِ ثواب
اجتماع کا انعقاد، حاجی عبد الحبیب عطّاری نے بیان فرمایا

مدنی مرکز فیضانِ مدینہ جوہانسبرگ (Johannesburg) ساؤتھ افریقہ میں مرحوم مبلغِ دعوتِ اسلامی مفتی عبد النبی حمیدی صاحب کے 40ویں کے موقع پر ایصالِ ثواب اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان فرمایا۔ اجتماع میں

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

شیخ الحدیث افتخار احمد قادری صاحب سمیت دیگر علمائے کرام، مختلف مساجد کے امام صاحبان، بزنس کمیونٹی اور مختلف اسلامی بھائی موجود تھے۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے مفتی صاحب کی دینی و تحریری خدمات کو بیان کیا۔ آخر میں فاتحہ، دُعا اور صلوٰۃ و سلام کا سلسلہ ہوا۔

دعوتِ اسلامی کے شعبے SEP کے تحت کورسز مکمل کرنے والوں کے درمیان "تقسیمِ اسناد تقریب" کا انعقاد

طلبہ کو دورِ حاضر کے چیلنجز سے ہم آہنگ کرنے کے لیے FGRF دعوتِ اسلامی نے ایک ذیلی ڈپارٹمنٹ Skills Enhancement Program قائم کیا ہے جس میں طلبہ کو انگلش لینگویج، عربی لینگویج اور کمپیوٹر کے مختلف کورسز کروائے جاتے ہیں۔ حالیہ دِنوں میں یہ کورسز مکمل کرنے اور پاس آؤٹ ہونے والے اسٹوڈنٹس کو سرٹیفکیٹ دینے کے لیے 28 اپریل 2025ء کو دھوراجی کالونی کراچی کے مقامی ہال میں "Certificate Distribution Ceremony" کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطّاری، ڈائریکٹر SEP، ہیڈ آف ایپلی کیشن پرائیویٹ کمپنی، نجی بینک آفیسرز، ٹیچرز، FGRF کے اسلامی بھائیوں سمیت اسٹوڈنٹس اور سرپرست موجود تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قراٰن و نعتِ رسولِ مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیا گیا جس کے بعد SEP کے اسٹوڈنٹس نے مختلف ایکٹیویٹیز میں حصہ لیا اور بیانات کرتے ہوئے اپنی کامیابیوں سے متعلق حاضرین کو بتایا۔ تقریب میں رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطّاری نے بھی اظہارِ خیال کیا اور سرٹیفکیٹس حاصل کرنے والے اسٹوڈنٹس کو مبارکباد پیش کی۔ رکنِ شوریٰ کا کہنا تھا کہ تمام اسٹوڈنٹس اپنی دُنیاوی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خوب دینِ متین کا کام کریں۔

دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے مختلف دینی و فلاحی کاموں کی جھلکیاں

❁ سندھ کے شہر کندھ کوٹ میں شعبہ خدّامُ المساجد و مدارسُ المدینہ کے تحت مسجد کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی تقریب میں مختلف شخصیات و عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی اسد عطّاری مدنی نے سنّتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کو اپنے بچّوں کو عالم و حافظ بنانے اور انہیں خود بھی دینِ متین کی خدمت کرنے کا ذہن دیا۔ ❁ یوکے نارتھ ویسٹ ریجن کے ٹاؤن بلیک برن (Blackburn) کے مقامی کمیونٹی سینٹر میں دعوتِ اسلامی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت ایک میٹ اپ ہوا جس میں مختلف یونیورسٹیز، کالجز اور اسکولز سمیت مقامی اِداروں کے اسٹوڈنٹس کی شرکت ہوئی۔ رکنِ شوریٰ عبدالوہّاب عطّاری نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے اسٹوڈنٹس و دیگر اسلامی بھائیوں کو نوجوانی کی زندگی میں گُناہوں سے بچتے ہوئے قبر و آخرت کی تیّاری کرنے کا ذہن دیا۔ ❁ سندھ کے شہر پڈعیدن میں جامعۃُ المدینہ کے نئے کیمپس کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی تقریب میں رکنِ شوریٰ حاجی فاروق جیلانی عطّاری نے دعوتِ اسلامی کا تعارُف پیش کیا اور شرکا کو علمِ دین حاصل کرنے کا ذہن دیا۔ ❁ ملکہ کوہسار مری پنجاب میں قائم بار ایسوسی ایشن میں رابطہ برائے وکلاء (دعوتِ اسلامی) کے تحت محفلِ نعت کا انعقاد کیا گیا جس میں سابق صدر بار ایسوسی ایشن، ایڈووکیٹ آصف اقبال عباسی سمیت دیگر وکلا اور ججز نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد اظہر عطّاری نے سیرتُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر سنّتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کو بھی آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے مطابق زندگی گزارنے کا ذہن دیا۔ ❁ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دُکھیاری امت کی خیر خواہی کرنے اور مریضوں کو مفت علاج و معالجہ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے FGRF کی جانب سے گلشنِ معمار کراچی میں ابنِ آدم مسجد کے پاس موبائل یونٹ ہیلتھ سینٹر کا انعقاد کیا گیا جہاں ڈاکٹرز نے علاقے کے رہائشیوں کا چیک اپ کیا اور اُنہیں مفت ادویات دیں۔ ❁ سبی بلوچستان میں قائم ہیڈ کوارٹر بلوچستان کانسٹیبلری میں محفلِ نعت کا انعقاد ہوا جس میں زونل کمانڈر بلوچستان کانسٹیبلری S.P میر محمد ابراہیم بگٹی، O.S.I شیر احمد ابڑو اور دیگر افسران و پولیس کے جوانوں نے شرکت کی۔ صوبائی ذمہ دار شعبہ رابطہ برائے شخصیات بلوچستان نے نیکی کی دعوت دیتے ہوئے نیک اعمال کرنے کا ذہن دیا، پروگرام کے آخر میں ملک و قوم کی سلامتی اور بلوچستان کانسٹیبلری فورس کے شہداء کے لیے دُعا کی گئی۔

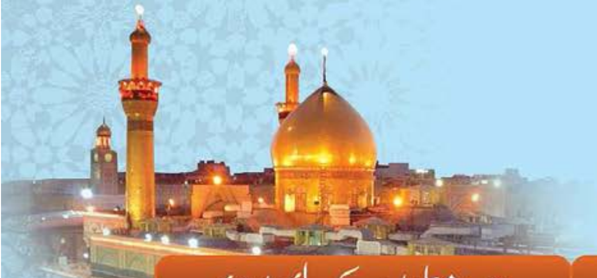

محرمُ الحرام کے چند اَہم واقعات

تاریخ/ماہ/سن	نام/واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
پہلی محرمُ الحرام 24ھ	یومِ عُرس مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمرفاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439 تا 1446ھ اور "فیضانِ فاروقِ اعظم"
پہلی محرمُ الحرام 486ھ	یومِ عُرس شیخُ الاسلام حضرت ابوالحسن علی بن احمد ہکاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
پہلی محرمُ الحرام 632ھ	یومِ عُرس حضرت شیخ شہابُ الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
2 محرمُ الحرام 200ھ	یومِ وِصال حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
5 محرمُ الحرام 664ھ	یومِ عُرس حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ اور "فیضانِ بابا فریدِ گنج شکر"
10 محرمُ الحرام 61ھ	یومِ شہادت نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439 تا 1446ھ اور "امام حسین کی کرامات"
10 محرمُ الحرام 1142ھ	یومِ وِصال حضرت سیّد برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
12 محرمُ الحرام 513ھ	یومِ وِصال مرشدِ غوثِ اعظم، حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1440ھ
14 محرمُ الحرام 1198ھ	یومِ وِصال حضرت سیّد شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
14 محرمُ الحرام 1402ھ	یومِ وِصال شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439، 1444ھ اور "جہانِ مفتیِ اعظم ہند"
18 محرمُ الحرام 1427ھ	یومِ وصال مرحوم رکنِ شوریٰ، حافظ مفتی محمد فاروق عطاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439، 1441ھ اور "مفتیِ دعوتِ اسلامی"
19 محرمُ الحرام 853ھ	یومِ وِصال عارِفِ ربّانی حضرت سیّد احمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
محرمُ الحرام 14/15ھ	"جنگِ قادسیہ" اس میں کم و بیش 10 ہزار سے زائد مسلمانوں نے تقریباً 1 لاکھ 20 ہزار کفار کو شکست دی۔	فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/668 تا 676

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

محرمُ الحرام کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل

اللہ! عطا سارے، بیماروں کو صِحّت ہو (دعائیہ کلام)

اللہ عطا سارے، بیماروں کو صِحّت ہو
دُکھ دَرد کے ماروں کو سُکھ چین عنایت ہو

صدقے میں محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے، دُکھیارے غریبوں کو
روزی بکفایت[1] دے، برکت بھی عنایت ہو

اللہ! کرم فرما، سادات کے صدقے میں
ہو ختم یہ مہنگائی، حاصِل ہمیں راحَت ہو

اللہ! نکل جائے، دولت کی ہَوَس[2] دل سے
رَحمت سے عنایت اے، اللہ! قَناعت[3] ہو

جو قرض کی آفت میں، بے چارے پھنسے ہیں اُن
کو غوث کے صدقے میں، چُھٹکارا عنایت ہو

سُلطانِ مدینہ کے، صدقے میں عطا یارب!
غمگین کو خوشیاں اور، دُکھیاروں کو راحَت ہو

بے چارے جو دُکھیارے، بچّوں کو ترستے ہیں
ان سب کو عطا یارب! اولاد کی نِعْمت ہو

ماں باپ کی نافرماں، اولاد ہے جو اللہ!
حاصل انہیں رَحْمت سے، توفیقِ اِطاعت[4] ہو

جھگڑے ہیں لڑائی ہے، گھر گھر میں تباہی ہے
مِل جُل کے رہیں سارے، یہ لُطْف وعِنایت ہو

ہر ایک نَمازی ہو، اور عامِلِ سنَّت[5] بھی
اور حج بھی کرے اُس کو، طَیبہ کی زیارت ہو

یاربِّ محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)! جو، نَرغے[6] میں عَدُو[7] کے ہے
اُس بے بس و ناچار و بے کس کی حمایَت ہو

ہر سَمت اندھیرا ہے، اور ظُلْم کا ڈیرا ہے
ظالم کو ہدایت دے، مظلوم کو راحَت ہو

حَسنَین کے صدقے میں، ایسا ہو کرم ہم پر
اللہ! محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی، خوابوں میں زیارت ہو

مولیٰ! یوں مدینے کی، داخِل ہوں فَضاؤں میں
اَشک آنکھ سے جاری ہوں، اور قَلب میں رِقّت ہو

جلوہ ہو محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا، اور وِرْدِ زباں کلمہ
ہونٹوں پہ تبسُّم ہو، اے کاش! یوں رِحْلت[8] ہو

عطّار پہ رحمت ہو، اَصْحاب کے صدقے میں
آزاد ہو دوزخ سے، اور داخِلِ جنَّت ہو

غمِ مدینہ، بقیع، مغفرت اور بے حساب
جنت الفردوس میں آقا کے پڑوس کا طالب

۲۹ شوّال المکرّم ۱۴۴۶ھ
27-04-2025

۱: ضَرورت کے مُطابِق۔ ۲: لالچ۔ ۳: جومل جائے اُس پر راضی رہنا۔ ٤: فرماں برداری۔
۵: سُنّت پر عمل کرنے والا۔ ٦: گھیرے۔ ۷: دُشمن۔ ۸: اِنتقال۔

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجیے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجیے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net
978-969-722-822-5
01130311